ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
5 تا 11 ستمبر 2002ء

☆ انتخابات اور عوام (اداریہ)
☆ امیر تنظیم اسلامی کا مفصل انٹرویو (گفت وشنید)
☆ سود کی متبادل صورتیں (۱) (اسلامی معیشت)

جہاد کیوں؟

جہاد کا اولین مقصد مسلمانوں سے اس تکلیف اور فتنہ کو دور کرنا تھا جو مشرکین مکہ کے ہاتھوں انہیں برداشت کرنا پڑ رہا تھا' تا کہ ان کی جان' مال اور ان کا عقیدہ محفوظ ہو جائے۔ اسی لئے فرمایا ﴿والفتنة اشد من القتل﴾ گویا اسلام نے عقیدے کی بنا پر ظلم اور فتنہ کو جان پر زیادتی سے بھی زیادہ شدید ناروا قرار دیا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں عقیدہ (یعنی اسلام کا نظریہ حیات جو عقیدۂ توحید پر مبنی ہے) زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اگر مومن کو اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے قتال کی اجازت ہو سکتی ہے تو اپنے عقیدے اور دین کی حفاظت کے لئے بدرجۂ اولیٰ ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں نے ہر جگہ اور ہر مقام پر ایک رب کو ماننے کی وجہ سے تکلیفیں برداشت کی ہیں اور مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ صلیبی جنگوں کا مقصد شمع اسلام کو بجھانے کے سوا اور کیا تھا؟ اور آج بھی مسلمان ہر جگہ اور ہر ملک میں اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہیں...... اور کیا مسلمان اگر پکے سچے مسلمان ہوں تو ان کے لئے ان حالات میں جہاد ناگزیر نہ ہونا چاہئے؟

جہاد کا دوسرا مقصد آزادئ دعوت ہے۔ اسلام نے کائنات و زندگی کے بارے میں مکمل ترین تصور پیش کیا ہے اور انسانی زندگی کا ایک جامع دستور العمل دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا ہے کہ وہ اس پیغام الٰہی کو انسانیت تک پہنچا دیں۔ پھر جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر جما رہے۔ ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ مگر اس تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ راستے کی تمام مشکلات اور ہر قسم کی رکاوٹیں دور کر دی جائیں تا کہ لوگ اس ہدایت کو سن کر' سمجھ کر اور اپنا کر قافلۂ ایمان میں شامل ہو سکیں۔ ان رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ کسی سرکش اور ظالمانہ و جابرانہ نظام کا قیام بھی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے تمام نظام قبولیتِ حق میں سخت ترین مانع اور دعوتِ حق دینے والوں کے راستے میں سخت رکاوٹ ہیں۔ اسی لئے اسلام ان جابرانہ نظام ہائے حیات سے جہاد کا حکم دیتا ہے تا کہ ان کی جگہ ایسا عادلانہ نظام برپا ہو جس میں دعوتِ حق کی بھی پوری پوری آزادی ہو اور اہلِ حق بھی پوری طرح آزاد ہوں...... یہ مقصد آج بھی موجود ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے جہاد آج بھی پہلے کی طرح فرض ہے تا کہ وہ دعوت کے راستے کی رکاوٹیں دور کر کے تبلیغ اسلام کر سکیں۔

جہاد کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ روئے ارض پر اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ اس لئے کہ یہی وہ واحد نظام ہے جس میں انسان کو آزادی میسر آتی ہے کیونکہ اسلام ایک خدا کی بندگی کا حکم دے کر دنیا سے ہر بندگی اور ہر غلامی کو مٹا دیتا ہے۔ کوئی فرد' کوئی طبقہ اور کوئی قوم قانون ساز نہیں ہے کہ قانون بنا کر دوسرے انسانوں کو غلام بنائے اور انہیں ذلیل کرے۔ بلکہ ایک ہی پالن ہار اور پروردگار ہے جو تمام انسانوں کا قانون ساز ہے اور تمام انسان صرف اسی کے تابع فرمان ہیں۔ اسلام میں ایک انسان دوسرے انسان کی اطاعت نہیں کرتا سوائے اس صورت کے جب کہ وہ خدا کی شریعت نافذ کر رہا ہو اور اسے جماعت نے یہ ذمہ داری سونپی ہو۔

(سید قطب شہید کی تفسیر "فی ظلال القرآن" ناشر اسلامی اکادمی' جلد اول سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرۃ (۷۶)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(البقرۃ:۱۴۳)

ایک دوسری بات جس کے لئے خاص طور پر میں یہاں سورۃ الحج کی آخری آیت کا حوالہ دے رہا ہوں یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں چن لیا۔ تو چناؤ کا جو عمل ہے اس میں صرف اللہ کی مشیت مطلقہ کارفرما ہے۔ جس کو چاہے چن لے۔ کوئی اس پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ اس میں درحقیقت بنی اسرائیل کے اس خیال کی تردید ہے جو ان کے ذہنوں میں راسخ ہو چکا تھا کہ نبوت و رسالت ان کی ابدی میراث ہے۔ اس خیال کے لئے اُن کے پاس بنیاد بھی موجود تھی۔ وہ یہ کہ دو ہزار برس سے نبوت و رسالت ان کے ہاں چلی آ رہی تھی۔ اس عرصہ میں چودہ سو برس تک تو نبوت کا تار ٹوٹا ہی نہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ تک یعنی مسلسل چودہ سو برس تک جاری رہا۔ جب بھی کسی نبی کا انتقال ہوتا تھا ایک نبی اُس کا جانشین ہو جاتا تھا۔ گویا نبوت ایک طویل عرصہ تک اُنہی کے ہاں جاری رہی‘ اس سے ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ تو ہماری میراث ہے۔ انہیں یہ غلط فہمی لاحق ہوگئی کہ نبوت بنی اسرائیل سے باہر جا ہی نہیں سکتی۔ یہاں درحقیقت اس خیال کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ یہ اللہ کا اختیار مطلق ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اسی اختیار مطلق سے وہ جسے چاہتا ہے نبوت سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ اسی اختیار مطلق کا مظہر ہے کہ اس نے ایک نئی امت برپا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اے مسلمانو یہ نئی امت تم ہو۔ تو یہاں مذکورہ بالا مفہوم کی مناسبت سے کــذلک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ایک اہم غور طلب بات یہ ہے کہ اس امت کو امت وسط قرار دیا گیا ہے۔ (وسط کا لفظ واحد اور جمع‘ مؤنث اور مذکر چاروں حیثیتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں اس اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں کہ امت تو مؤنث ہے اس کے ساتھ وسطیٰ آنا چاہئے تھا) امت وسط دو اعتبارات سے قرار دیا گیا۔ ایک یہ کہ بیچ کی امت —— اور بیچ کی شے معتدل اور اچھی ہوتی ہے۔ تو یوں امتِ وسط کا مفہوم ہوا اچھی امت۔ اس کی تائید سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 110 سے ہوتی ہے جہاں فرمایا ﴿کنتم خیــــر امۃ﴾ تم خیر امت ہو۔ اسی چیز کو یہاں امت وسط بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جو زیادہ بلیغ ہے۔ یہ امت اب حضرت محمد ﷺ اور پوری نوع انسان کے مابین واسطہ اور لنک (link) یعنی درمیانی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔ وسط اور واسطے کے الفاظ کی مشابہت خود اس مفہوم پر شاہد ہے۔ ہمارے ہاں واسطے اور وسیلے کا ایک اور ہی تصور عوام کے ذہنوں میں ہے کہ اللہ کے سامنے اگر کوئی عرضداشت پیش کرنی ہے تو کوئی وسیلہ اور واسطہ ہونا چاہئے۔ اللہ سے گفتگو کرنا ہو تو کوئی نہ کوئی درمیانی link ہونا چاہئے۔ قرآن تو اس بات کی تو شدت کے ساتھ نفی کرتا ہے کیونکہ بندہ جب بھی اللہ سے ہم کلام ہونا چاہے اس کے لئے کوئی واسطہ ضروری نہیں۔ کسی وسیلے کی حاجت نہیں۔ جب چاہو جس جگہ چاہو اللہ سے ہم کلام ہو جاؤ بس خلوص و اخلاص شرط ہے۔ (جاری ہے)

☆ ☆ ☆

برے خیالات اور وساوس کا دل میں آنا

((عـن ابی ھریرۃ قال جَاءَ ناسٌ مِن اصحابِ رسولِ اللہِ ﷺ الی النبی ﷺ فَسَألُوہُ اِنَّا نَجِدُ فِی اَنفسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا ان یتکلّمَ بہٖ؟ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوہُ قالُو اَ نَعَم قَال ذاک صَرِیحُ الایمان)) (رواہ مسلم)

’’حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے دریافت فرمایا کہ بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے برے خیالات اور وسوسے پاتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانا بہت بھاری معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں یہی حال ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو خالص ایمان ہے۔‘‘

ایسے خیالات و وساوس کا دل میں پیدا ہو جانا انسان کی خلقی کمزوریوں میں سے معلوم ہوتا ہے اور پھر شیطان بھی اس معاملہ میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے رہنمائی فرمادی کہ محض ان وساوس کا دل میں آ جانا قابلِ گرفت نہیں ہے بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ انسان جب ان وساوس کا اظہار کرتا ہے یا برے خیالات کو عمل میں لاتا ہے تو پھر مجرم گردانا جاتا ہے۔ ایسا ہی حال بعض دفعہ کسی جماعت میں شامل لوگوں کا ہوتا ہے کہ وہ اپنے امراء کے بارے میں اپنے دلوں میں بعض اوقات مختلف وساوس اور نامناسب خیالات پاتے ہیں‘ اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ یہ صورتِ حال اس جماعت کے ساتھ ان کی وابستگی کی علامت ہے بشرطیکہ وہ ان خیالات کے اظہار اور ان کے مطابق عمل سے کنارہ کش رہیں۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا ایوب بیگ

انتخابات اور عوام

عام انتخابات کے انعقاد میں قریباً ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ الیکشن کمیشن ووٹ ڈالنے سے پہلے کے تمام مراحل امیدواروں سے طے کروا رہا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اخبارات میں نظر آتا ہے۔ عوام اس سارے عمل سے نہ صرف لاتعلق بلکہ سرے سے بیزار نظر آتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ میڈیا جن انتخابات کا ذکر کر رہا ہے ان سے چودہ کروڑ عوام کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ کبھی کبھار انتخابات' امیدوار' لیڈر' فوجی حکومت اور سیاسی لیڈروں کے بارے میں زہر آلود اور طنزیہ جملے سننے کو مل جاتے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ عوام صرف انتخابات سے لاتعلق اور بیزار ہی نہیں بلکہ کمر توڑ مہنگائی' بے روزگاری' بدترین بدامنی' حکومتی اہلکاروں کی حد درجہ کرپشن' ناجائز ٹیکسوں کی بھرمار' عدل وانصاف کے فقدان اور قومی وسائل کی لوٹ مار کے باوجود سڑکوں پر آکر احتجاج کرنے کو تیار نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی امیدیں ٹوٹ چکی ہیں اور آس ختم ہو چکی ہے۔ لیڈروں اور حکمرانوں سے اب انہیں کوئی توقع نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ میں ہر تبدیلی ان کے لئے مزید مصائب اور آلام لے کر آئی۔ تحریک پاکستان سے لے کر بیسویں صدی کے اختتام تک انہوں نے بہت سی تحریکوں میں جانی اور مالی قربانی دی۔ انہوں نے سینے تان کر گولیاں کھائیں' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں' گھر بار اور کاروبار تباہ کئے' اچھی بھلی نوکریوں کو لات ماری لیکن نتیجہ کبھی مختلف نہ رہا۔ نہ انہیں ذاتی طور پر فائدہ پہنچا نہ ملک وقوم کا بھلا ہوا۔ کسی نے روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا لیکن روٹی کی جگہ گولی' کپڑے کی جگہ کفن اور مکان کی بجائے قبر نصیب ہوئی۔ کسی نے اسلامی نظام کا نعرہ لگایا لیکن عملاً سیاسی کارکنوں کو کوڑے مارنے اور زکوٰۃ ہضم کرنے سے آگے نہ بڑھا۔ قارئین اندازہ کریں کہ پاکستان کے تین عوامی رہنما ایسے ہیں جن کے پاس وسیع ووٹ بینک موجود ہے۔ سندھ کے شہروں میں الطاف حسین کا طوطی بولتا ہے' نواز شریف اور بے نظیر چند خصوصی پاکٹس کو چھوڑ کر ملک بھر میں مقبول ہیں اور اپنا ووٹ بینک رکھتے ہیں۔ یہ تینوں رہنما ملک سے مفرور ہیں کیونکہ عیش وآرام کے دلدادہ جیل کی اے کلاس میں بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں' لیکن بیرون ملک سے عوام کو سڑکوں پر نکلنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ اس صورت حال سے عوام میں حد درجہ مایوسی پھیل چکی ہے اور وہ انتخابات کو ڈھونگ قرار دیتے ہیں۔

اکتوبر 2002ء کے انتخابات یقیناً عجیب وغریب اور دنیا کے دوسرے جمہوری ممالک سے منفرد نظر آتے ہیں۔ ایک طرف پری پول رگنگ کا یہ حال ہے کہ انتخابات سے قبل ہی چیف ایگزیکٹو نے ایک تقریر میں آئین میں 29 ترامیم کر دی ہیں اور ایک لیگل فریم ورک بنا کر اسے ایک مقدس حیثیت دے دی ہے کہ کوئی اسے چھیڑ نہیں سکتا۔ تعلیمی میدان میں موجودہ حکومت سمیت تمام حکومتوں نے مجرمانہ غفلت برتی ہے۔ تعلیمی بجٹ قومی بجٹ کا ایک فیصد بھی نہیں ہوتا پھر بھی انتخابات میں حصہ لینے کے لئے گریجوایشن کی پابندی لگا دی گئی ہے۔ بلا دلیل ووٹر کی عمر 21 سال سے کم کر کے 18 سال کر دی گئی ہے۔ ایک امیدوار کے کاغذات ایک جگہ پر کسی خاص وجہ کی بنیاد پر مسترد لیکن دوسرے علاقہ سے منظور کر لئے جاتے ہیں۔ بے نظیر کے کاغذات اس لئے مسترد کر دیئے گئے کہ وہ سزا یافتہ ہے جبکہ طیارہ کیس میں سزا یافتہ ہونے کے باوجود نواز شریف کے کاغذات منظور کر لئے جاتے ہیں۔

سیاست دانوں کا حال یہ ہے کہ ایک وقت تھا کہ وہ کہتے تھے فلاں کا نام سن کر میرا خون کھولتا ہے۔ بے نظیر کے بارے میں ایک موقع پر کہا گیا کہ وہ سیکورٹی رسک ہے' اس نے خالصتان تحریک میں دشمن بھارت کا ساتھ دیا اور خالصتان تحریک ختم ہونے کی وجہ سے کشمیر کی آزادی کی تحریک کو زبردست نقصان پہنچا۔ لیکن اب بے نظیر کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے کے لئے نواز شریف نے اپنے کاغذات واپس لے لئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سیاست میں دوستی اور دشمنی مستقل نہیں ہوتی لیکن کسی کو سیکورٹی رسک یعنی غدار وطن کہنے کے بعد اس کے ساتھ اظہار یکجہتی کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ پہلے واضح طور پر معذرت کی جائے کہ سیکورٹی رسک کہنا غلط تھا' اور میں اس پر معذرت کرتا ہوں اور یہ سب کچھ غلط فہمی میں ہوا۔ اب حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہٰذا میں سیکورٹی رسک کا لفظ واپس لیتا اور اظہار یکجہتی کرتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ نواز شریف اعتراف کریں کہ ماضی میں جو سیکورٹی رسک کا لفظ استعمال کیا گیا تھا وہ محض سیاسی بالادستی حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر کیا گیا تھا اور چونکہ میں بے نظیر کو کبھی حقیقت میں سیکورٹی رسک نہیں سمجھتا لہٰذا اپنی معذرت کے ساتھ میں بے نظیر کے ساتھ اظہار یکجہتی بھی کرتا ہوں۔ وگرنہ یہ سمجھا جائے گا کہ حالات نے نواز شریف کو غداروں سے سمجھوتہ کرنے پر آمادہ کر لیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمارے سیاست دان انتہائی بے اصول ہیں۔ خود وطن سے محبت نہیں رکھتے لہٰذا ضرورت پڑنے پر وہ وطن دشمنوں سے بھی اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ انہیں صرف اقتدار سے مطلب ہے اور وہ وقت پڑنے پر گدھے کو باپ کہنے کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔ وہ عوامی سطح پر لوگوں کو ایک دوسرے سے قتل کروا دیتے ہیں لیکن اقتدار کی ہوس میں جلد ہی سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ شاید اسی لئے یہ انتخابات دلچسپی سے خالی اور بالکل پھیکے ہیں۔ عوام سوچتے ہیں کہ یہ مخصوص طبقے کا کاروبار ہے اور وہ ہمیں اپنے اس کاروبار میں استعمال کرتا ہے۔ اور کسی حد تک یہ بات غلط بھی نہیں ہے۔ عوام کا انتخابات سے اعتماد اٹھ چکا ہے' انتظامیہ ظلم کا سمبل بن چکی ہے' عدلیہ انصاف سے تعلق توڑ چکی ہے' ایسے میں کوئی خونی انقلاب بھی برپا ہو سکتا ہے۔ خدا کرے وہ خیر برآمد کرنے والا انقلاب ہو' چاہے پُرامن ہو یا خونی۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور
بانی: اقتدار احمد مرحوم
سی پی ایل نمبر: 127 جلد: 11 شمارہ: 35
پبلشر: سعد احمد بھٹکر طابع: رشید احمد چوہدری
مدیر: حافظ عاکف سعید
سالانہ زر تعاون: 250 روپے قیمت: 5 روپے
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-5869501
نائب مدیر: فرقان دانش خان

سیرتِ طیبہؐ میں حکمِ قتال سے پہلے اذنِ قتال کا مرحلہ آیا ہے

صبر محض کے مرحلے سے اقدام کے مرحلے کی طرف منتقل ہونا سب سے زیادہ نازک اور مشکل فیصلہ ہے

ہجرت مدینہ کے بعد ''کفوا ایدیکم'' کا دور ختم ہوا اور مسلمانوں کو اذنِ قتال کا حکم دے دیا گیا

منہج انقلابِ نبویؐ کا چھٹا مرحلہ: قتال فی سبیل اللہ

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 30 اگست 2002ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

انقلاب اسلامی کے پانچویں مرحلے کے بارے میں پچھلے جمعہ میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس بارے میں ایک اہم بات یہ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ چوتھے مرحلے (صبر محض) سے پانچویں مرحلے (اقدام یا چیلنج) کی طرف منتقل ہونا سب سے زیادہ نازک اور Critical فیصلہ ہے۔ اگر یہ فیصلہ صحیح وقت پر ہوا تو گمانِ غالب ہے کہ کامیابی ہوگی' لیکن اگر غلط وقت پر ہوا تو ناکامی کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ اسی طرح اگر آپ صحیح معنی میں تیار نہیں ہیں اور نظام باطل کے خلاف قدم اٹھا بیٹھے ہیں تو ختم کر دیئے جائیں گے' یا اگر مناسب موقع پر اقدام نہ کیا اور وقت ضائع کر دیا تو موقع بار بار نہیں ملا کرتا' لہٰذا اس صورت میں بھی آپ کامیابی سے دور ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ کے بارے میں جان لیجئے کہ آپؐ کی انقلابی جدوجہد میں یہ نازک اور اہم فیصلہ اللہ کی طرف سے تھا لہٰذا کسی غلطی کا احتمال موجود نہ تھا۔ لیکن اب آئندہ اگر کوئی تحریک اٹھے گی تو ظاہر ہے یہ فیصلہ اس کی قیادت کرے گی اور اس میں غلطی کا امکان موجود رہے گا۔ یہ بڑا نازک مرحلہ ہے لہٰذا بہت سوچ بچار کی ضرورت ہوگی۔ اگر کوئی تحریک واقعتاً ابتدائی چار مرحلوں سے کامیابی کے ساتھ گزر کر آ گئی تو پھر امید واثق ہے کہ صحیح وقت پر کیا گیا اقدام کا فیصلہ کامیابی کی نوید بنے گا۔

آج ہمیں منہج انقلاب نبویؐ کے آخری اور چھٹے مرحلے کے بارے میں غور و فکر کرنا ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت میں چھٹا مرحلہ دوطرفہ جنگ یا قتال کا ہے جس کے لئے اہم ترین آیت سورۃ التوبۃ میں آئی ہے:

''(مومنین) اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ وہ قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔''

یہ دوطرفہ قتال کا جو مرحلہ شروع ہوا اس ضمن میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذنِ قتال کب آیا' یعنی اس آخری اور چھٹے مرحلے میں داخلے کے لئے اللہ کی طرف سے اجازت کب آئی؟ دراصل منافقین مدینہ اور کمزور ایمان والے مسلمان حضور ﷺ پر یہ الزام لگا رہے تھے کہ اللہ کی طرف سے تو حکم قتال آیا نہیں' محمد ﷺ نے خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے۔ انہیں یہ نظر آ رہا تھا کہ قریش جیسی بڑی طاقت کو چیلنج کر بیٹھنا بڑے خطرے کی بات ہے۔ یہ خطرہ بلاوجہ مول لے لیا گیا جبکہ اللہ کی طرف سے تو کوئی حکم آیا نہیں۔ یہ مسئلہ علمی اعتبار سے بھی بہت اہم ہے کہ اذنِ قتال کب آیا اور حکم قتال کب آیا۔ ایک ہے قتال کی اجازت اور ایک ہے قتال کا حکم' ان دونوں میں فرق ہے۔ پہلا مرحلہ اذنِ قتال کا ہے۔ اس کے بارے میں اس بات پر تو تقریباً اجماع ہے کہ سورۃ الحج کی اس آیت میں قتال کی اجازت ہے جہاں فرمایا گیا:

''اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کر دی گئی ہے (کہ وہ بھی جوابی کارروائی کر سکتے ہیں) اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکال باہر کئے گئے' ان کا جرم سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔''

گویا کہ مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کرنا کفار کی طرف سے بالقوہ جنگ ٹھونس دینے کے مترادف تھا۔ لہٰذا انہیں بھی اب اذن دیا جا رہا ہے کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔ وہ دور ختم ہو چکا جب حکم تھا کہ کفار اگر تمہارے ٹکڑے بھی کر دیں تو تم جوابی کارروائی نہ کرو۔ چنانچہ اس آیت کے بعد Active Resistance کا دور شروع ہوا۔

اس آیتِ مبارکہ کی ایک قراءت ''اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتِلُوْنَ'' بھی ہے۔ اس اعتبار سے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ ہوگا:

''اللہ نے اجازت دی ان لوگوں کو جو جنگ کر رہے ہیں۔''

گویا کہ آغاز جنگ کے بعد یہ آیت نازل ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے میرا گمان ہے کہ یہ آیت واقعہ نخلہ پر منطبق ہوتی ہے۔ یعنی جب نخلہ کے مقام پر مسلمانوں کے ہاتھوں ایک کافر مارا گیا اور اس پر کافی لے دے ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے بھی اس واقعہ پر صرف اظہار ناراضگی فرمایا اور اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کو کوئی سزا نہیں دی تھی۔

بہر حال اس کے بعد جو آیت ہے اس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ یہ سفر ہجرت کے دوران نازل ہوئی:

''وہ لوگ جنہیں ہم زمین میں تمکن عطا کریں گے وہ نماز کا نظام قائم کریں گے' زکوٰۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے اور یقیناً تمام معاملات کا آخری سرا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔''

یہ آیات اذنِ قتال کے ضمن میں ہیں۔ حکم قتال اس کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات 190 سے 195 میں وارد ہوا۔ مزید برآں سورۃ البقرہ کی آیات 214 تا 218' پھر طالوت اور جالوت کی جنگ کے قصہ پر مبنی دو رکوع اور سورۂ محمدؐ بھی حکم قتال کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہیں۔ ان آیات کے حوالے سے حکم قتال کے موضوع پر گفتگو آئندہ خطاب جمعہ میں جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

حالاتِ حاضرہ

پاکستان میں حالیہ انتخابات صرف دکھاوے کے لئے منعقد ہوں گے اگر ملک میں صدر پرویز مشرف کی صورت میں قائم ہونے والی بدترین آمریت اسی طرح برقرار رہی

جسے گلوبل ہٹلر یعنی بش کی اشیر باد حاصل ہے۔ یہ سارا کھیل شاید اس لئے ہے تاکہ صدر مشرف پاکستان کے دستور کا حلیہ بگاڑ سکیں۔ صدر مشرف نے بش کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے افغانستان کے حوالے سے جو پالیسی اختیار کی تھی اس کا ہمیں امریکہ سے صلہ تو کیا ملتا ہمیں کشمیر کاز سے ہاتھ دھونا پڑ گئے اور اب صاف نظر آ رہا ہے کہ

زیادہ خوف پاکستان سے ہے۔ لہٰذا خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے اور افغانستان کے بعد یہودی اب امریکہ کے ذریعے پاکستان کو ٹارگٹ بنانے کے بلئے بہانے کی تلاش میں ہیں۔ چنانچہ اِن حالات میں جنرل حمید گل صاحب کی یہ تجویز لائق توجہ ہے کہ متوقع امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کی خاطر چین اور روس سے تعلقات استوار کئے جائیں۔

حالیہ انتخابات کے باوجود ملک میں بدترین آمریت قائم رہے گی

صاف نظر آرہا ہے کہ کشمیر کے بعد اب ہمارے ایٹمی پروگرام پر زد آنے والی ہے

اگر ہم اپنے رب کو راضی کرلیں تو اب بھی آنے والے عذاب کو ٹالا جا سکتا ہے

ہمارے ایٹمی پروگرام پر بھی زد آئے گی۔ اس لئے امریکی سنٹرل کمان کے سربراہ کا کہنا ہے کہ ہمیں القاعدہ کے تعاقب میں اب افغانستان کے پڑوس میں بھی کارروائی کرنی پڑے گی۔ اس سارے معاملے کے پیچھے دراصل یہود کا ہاتھ ہے جبکہ امریکہ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے اور اسرائیل کو اپنے شیطانی منصوبوں کی تکمیل میں سب سے

ان تجاویز کی اہمیت اپنی جگہ کیونکہ اسباب وعلل کی دنیا میں رہتے ہوئے دشمن کے خطرے سے بچنے اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے ہر ممکن تدبیر کرنا ازبس ضروری ہے' تاہم اس ضمن میں اہم ترین اور مقدم ترین بات یہ ہے کہ ہم اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر کریں۔ اپنے انفرادی اور اجتماعی گناہوں پر صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں' اس کی جناب میں خلوصِ دل سے توبہ کریں اور انفرادی زندگی میں اصلاح عمل کے ساتھ ساتھ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کے کلمہ کی سربلندی' اس کے دین کے غلبہ واقامت اور قیام نظامِ خلافت کے لئے بھرپور اجتماعی جدوجہد کے لئے کمر کس لیں —— اللہ کی نصرت اور تائید حاصل کرنے کا یہی ایک یقینی ذریعہ ہے۔ کیا عجب کہ اللہ ہماری سابقہ کوتاہیوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے اور دشمن کی تدابیر کو ناکام بنا دے۔ قوم کا ایک قابل ذکر حصہ اگر اس راہ عمل کو اختیار کر لے تو آنے والے عذاب کو ٹالا جا سکتا ہے۔ بصورتِ دیگر خطرے کو سامنے دیکھ کر محض کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹلا نہیں کرتا۔ oo

انسداد دہشت گردی عدالت کوئٹہ نے امیر تنظیم اسلامی کے خلاف مقدمہ خارج کردیا

جیسا کہ رفقاء واحباب کے علم میں ہے کہ 2 نومبر 2001ء کو دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے زیر اہتمام کوئٹہ میں منعقدہ جلسہ عام میں شرکت کے باعث حکومت نے امیر تنظیم اسلامی کے خلاف ایک ایف آئی آر کاٹ کر سیل کر دی تھی جسے بعد ازاں انسداد دہشت گردی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔ ان تمام واقعات کی تفصیل پہلے شائع ہو چکی ہے۔ تاہم اب ایک خوش کن خبر یہ ہے کہ اس مقدمہ میں چار پانچ پیشیوں کے بعد جن میں دو مرتبہ امیر تنظیم اسلامی کو خود عدالت میں پیش ہونا پڑا' فاضل جج نے امیر محترم کی جانب سے پیش ہونے والے وکیل کے دلائل کی سماعت کے بعد بالآخر یہ مقدمۂ بغاوت خارج کر دیا ہے۔

مسلمان کا زوال

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے' تونگری سے نہیں!
(علامہ اقبال)

کم خرچ بالا نشین عمرہ پیکیجز بمعہ رہائش اور ٹرانسپورٹ

1۔ یکم رجب تا 30 رجب (9 ستمبر تا 17 اکتوبر)

7 دن	7,000 روپے
10 دن	8,400 روپے
14 دن	10,200 روپے
21 دن	13;400 روپے

2۔ یکم شعبان تا 30 شعبان (18 اکتوبر تا 6 نومبر)

7 دن	7,600 روپے
10 دن	9,300 روپے
14 دن	11,400 روپے
21 دن	15,100 روپے

3۔ یکم تا 15 رمضان المبارک (7 نومبر تا 21 نومبر)

7 دن	10,100 روپے
10 دن	13,000 . پے
14 دن	16,600 روپے

4۔ 16 رمضان تا 5 شوال (22 نومبر تا 10 دسمبر)

7 دن	16,000 روپے
10 دن	21,200 روپے
14 دن	28,200 روپے

نوٹ: ☆ ان چارجز میں ہوائی جہاز کا کرایہ شامل نہیں۔
☆ ہوائی جہاز کا ٹکٹ 25,100 روپے کا ہے جو ہم سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ کرایہ پی آئی اے کے کرائے میں کمی بیشی سے مشروط ہے۔
☆ اوپن سکیم کے تحت حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہم سے رجوع کریں۔

خدمات حج و عمرہ کا بااعتماد ادارہ

مزید تفصیلات کے لئے: **حسن ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ**

25۔ (بیسمنٹ) سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون 5832905-5885270

حضرت عمر فاروقؓ

مختصر حالات اور فضائل و مناقب (۱)

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

آپ کا نام عمر بن خطاب کنیت ابوحفص اور لقب فاروق تھا۔ آپ نبوت کے چھٹے سال 27 سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب آپ ایمان لائے تو اس وقت 39 افراد اسلام قبول کر چکے تھے۔ ابتدائی زندگی میں آپ آزاد منش انسان تھے۔ بچپن میں اونٹ چراتے رہے۔ لڑکپن میں پہلوانی کا شوق ہوا تو کشتی میں مہارت کے علاوہ فنون سپاہ گری میں دلچسپی لیتے رہے۔ پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیا۔ کڑیل جوان مضبوط جسم اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مکے میں نبوت کا اعلان کیا تو اکا دکا لوگ مسلمان ہونے لگے۔ اسلام کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ آپ نے ان باتوں کو نہ کوئی اہمیت دی اور نہ ہی ان میں دلچسپی لی۔ مگر جب اپنے اردگرد کے لوگوں کو اسلام کی مخالفت میں سرگرم دیکھا تو ادھر متوجہ ہوئے چونکہ فطری طور پر جرأت مند اور دلیر تھے اس لئے اسلام دشمنی میں انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بانی اسلام ہی کا خاتمہ کرنے کی ٹھانی۔ چنانچہ تلوار بکف رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیئے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عمر کے تیور دیکھے تو پوچھا کدھر کا ارادہ ہے کہنے لگے محمد کا کام تمام کرنے جا رہا ہوں اس نے قریش میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ یہ سن کر نعیم نے کہا عمر! اگر تم ایسا کر گزرے تو کیا بنو ہاشم تمہیں زندہ چھوڑیں گے اور پھر دیکھو تمہاری بہن فاطمہ اور اس کا شوہر سعید دونوں بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر ان کا خون کھول اٹھا واپس مڑ کر سیدھے بہن کے گھر پہنچے۔ دروازے کے باہر ہی تھے کہ اندر سے قرأت کی آواز سنی۔ زوردار آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ آپ کی آواز سن کر اہل خانہ کے دل دہل گئے۔ قرآن کے اوراق چھپا دیئے اور خود حضرت خباب جو قرآن پڑھا رہے تھے وہ بھی چھپ گئے۔ آپ نے سعید کو مارنا شروع کیا تو بہن نے آگے بڑھ کر بچانا چاہا تو اس پر بھی ہاتھ اٹھایا۔ فاطمہ زخمی ہو گئیں۔ جب بہن کا خون بہتے دیکھا تو دل میں نرمی پیدا ہوئی۔ کہنے لگے جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے کہا پہلے غسل کر کے پاک ہو جاؤ پھر اس صحیفے کو چھو سکتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر نے غسل کیا۔ بہن نے اجزائے قرآنی پڑھنے کو دیئے۔ سورۃ طٰہٰ کی آیات پڑھ کر بے اختیار بول اٹھے کیسا عمدہ اور پاکیزہ کلام ہے۔ یہ سننا تھا کہ خباب بھی سامنے آ گئے اور کہا اے عمر مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کر لی ہے کیونکہ کل ہی وہ فرما رہے تھے اے اللہ! عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے دین کی مدد فرما۔ اب کیا تھا عمر سیدھے دارارقم پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور ساتھ ہی آپ کے چند ساتھی بیٹھے تھے۔ دروازے پر پہنچے تو حضرت حمزہ نے عمر کو شمشیر بکف دیکھا تو کہنے لگے آنے دو اگر اچھی نیت سے آیا ہے تو خوش آمدید ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپ نے اندر داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اللہ اکبر کے الفاظ بلند ہوئے۔ آج کا دن عمر کے مقدر تبدیل کرنے کا دن ثابت ہوا۔ آپ نے اعلان کیا کہ آج کے بعد مسلمان چھپ کر نہیں بلکہ اعلانیہ اپنے رب کی عبادت کریں گے۔ چنانچہ اسی وقت چالیس صحابہ کو ساتھ لے کر بیت اللہ شریف پہنچے اور اعلانیہ نماز ادا کی۔ وہاں بیٹھے کفار کو جرأت نہ ہوئی کہ مزاحمت کریں۔ اس دلیری پر آپؐ نے عمر کو فاروق کا لقب عطا کیا۔

ہجرت مدینہ کا وقت آیا تو مسلمان ایک ایک دو دو کی صورت میں خاموشی سے مدینہ جانے لگے عمر کی باری آئی تو آپ نے بیس صحابہ کے ساتھ علی الاعلان ہجرت کی بلکہ چیلنج کیا کہ ہم مدینہ جا رہے ہیں جس کو ہمت ہو وہ روک لے۔ اب آپ کی مدنی زندگی کا آغاز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ بھی مدینہ پہنچ گئے تو آپ کو ہمہ وقت کی رفاقت نصیب ہوئی۔

مدینہ میں پہنچ کر نماز باجماعت کا آغاز ہوا تو نماز کے لئے اعلان کی ضرورت پیش آئی۔ اس مرحلہ پر اذان کے الفاظ آپؓ کو خواب میں تعلیم کئے گئے جو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو سنائے۔ انہی الفاظ کو اذان کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ بعدازاں کئی موقعوں پر آپ کی حسب خواہش وحی کا نزول ہوا۔ لوگ شراب پیتے تھے نماز بھی پڑھتے تھے۔ آپ کی خواہش ہوئی کہ شراب نوشی پر پابندی ہونی چاہئے چنانچہ وحی کے ذریعے شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا آپ کی خواہش ہوئی کہ مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنایا جائے تو اس کی تائید میں آیات کا نزول ہوا۔ آپ ازواج مطہرات کے پردے کی خواہش رکھتے تھے چنانچہ امہات المؤمنین کو پردے کا حکم ہوا۔ جنگ بدر میں قیدیوں کے بارے میں مشاورت ہوئی تو فدیہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ ہوا جب کہ حضرت عمر کی رائے تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ بعدازاں نزول آیات کے ذریعے رب تعالیٰ نے حضرت عمر کی رائے کو بہتر گردانا۔ ایسے واقعات کے پیش نظر حضرت عمر کو الہامی شخصیت بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو آپ کی اصابت رائے پر اس قدر بھروسہ تھا کہ ایک مرتبہ فرمایا جس بات پر ابوبکر اور عمر اتفاق کر لیں میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔

فضائل و مناقب

آپؐ نے فرمایا میرے دو آسمانی وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں جبکہ زمینی وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔ (ترمذی) ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ آپؐ کی یا آپ کے مشن کی خاطر جان دینے کے لئے آپ ہمہ وقت تیار تھے۔ اسلام کے ساتھ آپ کی وابستگی مثالی تھی۔ آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور جوش جذبات میں یہ کہنے لگے کہ کوئی مت کہے کہ حضور ﷺ رحلت فرما گئے ہیں۔ وہ تو حضرت ابوبکر تھے جو موقعہ پر پہنچ گئے اور انہوں نے آل عمران کی آیت 144 پڑھ کر آپ کو مطمئن کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو رحلت فرما گئے البتہ اللہ حی و قیوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے۔ ان کے عہد خلافت میں آپؓ نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور دین کی سربلندی کے لئے بھرپور جدوجہد کی حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات سے قبل حالات کے پیش نظر اجتہاد سے کام لیتے ہوئے حضرت عمر کا نام خلافت کے لئے تجویز کیا۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد آپ کو خلیفہ تسلیم کیا گیا اور اب دور فاروقی کا آغاز ہوا۔ یہ دور اپنی شان و شوکت اور نمایاں کارناموں کی وجہ سے بے مثال و بے نظیر ہے۔ آج تک اسلامی دنیا اس عہد کے عظیم کارناموں پر فخر کر رہی ہے۔ (جاری ہے)

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصل نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے "فقر غیور"!

دینی جماعتیں انتخابات کی تیاری کے بجائے نفاذِ اسلام کے لئے احتجاجی تحریک شروع کریں

الیکشن کے ذریعے کبھی اسلام نہیں آ سکتا' اگر حکومت اسلامی نہیں تو پہلے اپنے گھر میں جہاد کر کے اسلامی حکومت قائم کریں

11 رستمبر کی کارروائی اور پھر القاعدہ اور طالبان کے خلاف جنگ یہودی سازشیں ہیں

مذہبی جماعتوں کی سیاست سے اسلام تقسیم ہو گیا اور نفاذِ اسلام کا راستہ بند ہو گیا

روزنامہ ''امت'' کراچی میں 20 راگست 2002ء کو شائع ہونے والا امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا تفصیلی انٹرویو

انٹرویو: مقصود یوسفی' ندیم محمود

امت: ڈاکٹر صاحب! جیسا کہ آپ اور ہمارے دیگر بزرگ بتاتے رہے ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نفاذ کے لئے بنایا گیا تھا۔ آپ بھی ایک طویل عرصے سے اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کر رہے ہیں اس پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ کہاں پیدا ہوئی یا اسلام کے نفاذ کا آغاز ہی نہیں ہوا؟

ڈاکٹر اسرار: جی ہاں! میرے نزدیک ہماری قومی' ملی اور ملکی زندگی کا جو اہم ترین مسئلہ ہے وہ یہی ہے جو آپ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک ملک ایسا بنایا جس کا واحد جواز دین و مذہب ہے...... اب ظاہر بات ہے کہ اس ملک کا جو استحکام ہے اس کی بنیاد صرف دین و مذہب ہی بن سکتے تھے اور کیونکہ وہ کام یہاں نہیں ہوا اس لئے ہم ایک خلا دیکھتے ہیں...... ڈائریکشن کے بغیر ایک گاڑی چلتی رہی ہے اور اسی وجہ سے پھر ہمارے ہاں عدم استحکام پیدا ہوا۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات جو ہے اس کا قائداعظم کے رویئے سے تعلق ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت زور و شور کے ساتھ اسلام کی بات کی تھی...... اور اس میں کوئی شک نہیں ہے...... 37' 38ء سے شروع ہو کر 47ء تک اور پاکستان بننے کے بعد بھی انہوں نے اسلام کی بات کی۔ ان کا مقصد پاکستان کی اسلامی ریاست کو دنیا میں ایک مثالی نمونہ بنانا اور اسلام کے اصولِ اخوت اور مساوات کی تجربہ گاہ بنانا تھا اور اس چیز کا ایک عملی ماڈل دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا اور انہوں نے یہ بات بہت شد و مد کے ساتھ کہی لیکن بعد میں' انہوں نے یہ محسوس کیا کہ پوری دنیا میں اس وقت سیکولرازم کا ڈنکا بج رہا ہے اور ان حالات میں اگر ہم نے بہت زیادہ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا تو پوری دنیا ہمارے خلاف متحد ہو جائے گی لہٰذا اب جبکہ ایک مسلم اکثریت والا ملک وجود میں آ ہی چکا ہے تو خالص سیکولرازم کا اصول اختیار کیا جائے تب بھی یہاں اسلام آ جائے گا۔ کیونکہ سیکولرازم کا مطلب کیا ہے؟...... اکثریت کی رائے...... اکثریت کی رائے ہو گی تو پھر اس کے مطابق قانون بنیں گے۔ یہی بات قائداعظم نے سوچی کہ اگر اس وقت ہم نے زیادہ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا تو ہم دنیا میں چلیں گے نہیں...... یہ ان کی حکمت عملی تھی۔ اسی لئے میرے نزدیک قائداعظم نے پاکستان کا جو آغاز کیا ہے سیکولر انداز میں کیا ہے...... جس کے دو بڑے مظہر یہ ہیں کہ ایک ہندو کو وزیر قانون بنایا اور ایک قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا...... ان کی 11 راگست کی جو تقریر تھی اور جو بہت متنازعہ تقریر ہے اس میں بھی میرے نزدیک سیکولرازم کا بیج موجود ہے جب انہوں نے یہ الفاظ کہے کہ "Religion is the Private Affair of the Individual" یہی سیکولرازم ہے کہ مذہب کا تعلق لوگوں کی انفرادی زندگی سے ہے ریاست سے نہیں...... قائداعظم نے دراصل توقع کی تھی کہ مسلمان ازخود اپنی پسند' اپنے تقاضے اور اپنی اُمنگ کے تحت یہاں اسلام لے آئیں گے چنانچہ اس کا ایک ثبوت بھی مل گیا۔ قائداعظم کے انتقال کے فوری بعد قراردادِ مقاصد پاس ہو گئی حالانکہ اس وقت سیکولر عناصر بھی موجود تھے اور انہوں نے مخالفت بھی کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم آج مہذب دنیا کے ساتھ آنکھیں ملانے کے قابل نہیں رہے...... گویا کہ سیکولرازم کے خلاف ایک چیلنج بہت بڑے پیمانے پر دے دیا گیا کہ پوری دنیا میں تو ڈنکا بج رہا ہے سیکولرازم کا...... اور ساڑھے دس کروڑ عوام کی نمائندہ آئین ساز اسمبلی اعلان کر رہی ہے کہ

We wash our hands of the claim to sovereignty. sovereignty goes to Allah"

یہی علامہ اقبال کا بھی تصور تھا۔ تو اس اعتبار سے اسلامی ریاست کا سنگ بنیاد قراردادِ مقاصد کے تحت رکھ دیا گیا۔ یہ قائداعظم کی توقع کے عین مطابق ہوا۔ لیکن قائداعظم کو جو اندیشہ تھا...... وہ بھی پورا ہو گیا...... اس لئے کہ لیاقت علی خان سے دوسری بظاہر غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے پاکستان ڈے پریڈ میں 14 مسلمان ممالک کے دستے بلوائے اور دنیا سے کہا کہ وہ دیکھ لے ہم اکیلے نہیں ہیں۔ اب یہ بھی گویا کہ دنیائے کفر اور دنیائے باطل کو ایک چیلنج تھا...... نتیجہ یہ نکلا کہ لیاقت علی خان کو قتل کرا دیا گیا۔ میرے نزدیک انہیں یہ اس جرم کی سزا دی گئی کہ وہ یہاں اسلام کا راستہ روکنے میں ناکام رہے ہیں حالانکہ مذہبی مزاج کے تو وہ بھی نہیں تھے اور جو ڈیمانڈ ابھری اسے لے کر اٹھنے والے تو مولانا مودودی تھے...... چونکہ اس وقت تک جماعت اسلامی کوئی سیاسی جماعت نہیں تھی اس نے الیکشن میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا لہٰذا تمام طبقات نے ان کی تائید کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے بڑا Decisive رول پلے کیا اور اسمبلی کے اندر قراردادِ مقاصد پاس ہو گئی۔ اس اعتبار سے لیاقت علی خان کیونکہ اسلام کا راستہ روکنے میں ناکام رہے لہٰذا انہیں قتل کرا دیا گیا۔ اس کے بعد بھی 1956ء میں چوہدری محمد علی کے ہاتھوں کچھ اسلامی دستور بن گیا لیکن پھر بعد میں ظاہر بات ہے کہ امریکہ کی طرف سے وہی کیا گیا جیسا کہ خمینی صاحب نے اسے ''شیطان بزرگ'' قرار دیا تھا اور اس وقت امریکہ اسرائیل کا آلہ کار بنا ہوا ہے تو امریکہ نے یہ کیا کہ ہمارے ایوب خان صاحب کو اپنے ہاں بلایا اور ذرا تھپکی دی۔ اس کا جو نتیجہ نکلا وہ آپ کے سامنے ہے...... پہلے تو گورنر جنرل کی حیثیت سے اسکندر مرزا نے قدم اٹھایا اور اس کے بعد ایوب خان نے دستور کا بستر بھی گول کیا...... 59ء کے آغاز میں جو الیکشن ہونے والے تھے وہ ختم ہوئے اور اس طریقے سے وہ معاملہ ختم ہو گیا۔ لیکن یہ تو ہوا حکومتی سطح پر جو کہ ہماری

قیادت تھی ایک اور بڑی غلطی...... بلکہ ایک اعتبار سے پہلے سے بھی زیادہ بڑی غلطی مذہبی عناصر سے ہوئی کہ انہوں نے یہاں نفاذ اسلام کے لئے مطالباتی تحریک چلانے کے بجائے جیسا کہ مولانا مودودی نے دستور اسلامی کے لئے شروع کی تھی پاور پالیٹکس میں شامل ہو کر اسلام نافذ کرنے کا بیڑا اٹھایا...... اس کا آغاز کرنے والے بھی مولانا مودودی ہی تھے...... جنہوں نے 51ء میں پنجاب کے صوبائی الیکشن میں حصہ لیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کیا ہوا کہ جماعت اسلامی ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت کے بجائے ایک قومی سیاسی جماعت بن گئی...... ایک اسلام پسند قومی سیاسی جماعت...... پھر یہی معاملہ باقی تمام دینی جماعتوں نے بھی کیا کہ ''آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی''...... اور سوچا کہ 51ء کے الیکشن میں جماعت اسلامی تو چاروں شانے چت ہو گئی۔ ہم کیوں نہ کریں ہم سواد اعظم والے ہیں...... ہماری مساجد اور اڈے گلی گلی میں ہیں لہٰذا وہ بھی سیاست میں آ گئے۔ نتیجہ کیا ہوا کہ اس ملک میں اسلام پسند ووٹ تقسیم ہو گئے اور اس سے بڑا خرابی کا معاملہ یہ ہوا...... اسلام تقسیم ہو گیا پہلے بھی مسلک تھے دیوبندی، بریلوی...... لیکن جو شدت بعد میں پیدا ہوئی وہ اس وجہ سے ہوئی کہ اس کے ساتھ اقتدار کے چھیچھڑے لٹکے نظر آ رہے تھے...... تو یہ خرابی پیدا ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہاں اسلام آنے کا راستہ بند ہو گیا...... اور اسلام نہیں آ سکا۔

امین: بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک چلی تھی اور اس میں نظام مصطفیٰ کا نعرہ بھی لگایا گیا کیا یہ اسلامی تحریک نہیں کہلائے گی؟

ڈاکٹر اسرار: نہیں میں اسے اسلامی تحریک نہیں سمجھتا۔ وہ تحریک تھی پی این اے یعنی پاکستان نیشنل الائنس کی...... اس میں اسلام کا نام تک نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد وہ Convert ہوئی ہے...... گویا بپتسمہ دیا گیا ہے اس کو...... ورنہ وہ اصل میں ایک خالص سیاسی تحریک تھی جس کا مظہر یہ ہے کہ پاکستان کے جملہ سیاسی عناصر اس میں جمع ہو گئے تھے...... اس میں Extreme سیکولر عناصر بھی موجود تھے جیسا کہ ولی خان جبکہ اصغر خان اور پیر پگاڑا بھی شامل تھے اور تمام مذہبی جماعتیں بھی یہ تو بالکل جیسے ایران میں شاہ کے خلاف تمام جمع ہو گئے تھے کیمونسٹ بھی تھے لیفٹسٹ بھی تھے، علماء بھی تھے، مجاہدین خلق بھی تھے اور مہدی بزرگان جیسے سیکولر مزاج کے لوگ بھی تھے تاہم جب قربانی دینے کا وقت آتا ہے تو اسلام کا نام لئے بغیر گزارا نہیں ع

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

کیونکہ مسلمان اسلام کے نام پر تو قربانی دے دے گا جمہوریت کے نام پر قربانی نہیں دے گا لہٰذا اسے بپتسمہ دیا گیا اور نظام مصطفیٰ تحریک بنایا گیا اس لئے اس کو میں اسلامی تحریک نہیں سمجھتا اگرچہ یہ Fact ہے کہ اس تحریک کے دوران اسلام کے لئے جو جوش و خروش پیدا ہوا تھا وہ 46'47 سے بھی بڑھ کر تھا۔ لیکن اس کے بعد بڑی ہوشیاری سے ضیاء الحق نے اسے Steam Off کیا یعنی بھاپ نکال دی۔ تین سال کے بعد جا کر بمشکل دو آرڈیننس لے کر آئے تھے وہ بھی ظاہر بات ہے کہ چلے نہیں۔ شیعہ کھڑے ہو گئے زکوٰۃ آرڈیننس کے مقابلے میں...... انہیں اس آرڈیننس کو ختم کرنا پڑا اور حدود آرڈیننس بھی تماشا بن کر رہ گیا۔ تو اس اعتبار سے وہ کوشش بھی ناکام رہی۔

امین: کیا 73ء کا آئین اسلامی نظام کے قیام میں معاون ثابت ہو سکتا ہے؟

ڈاکٹر اسرار: کاسمیٹک انداز میں اس کے اندر اسلام ہے۔ آج کے دستور میں بھی ''ہنڈرڈ پرسنٹ'' اسلام موجود ہے لیکن غیر موثر ہے۔ قرارداد مقاصد جب دیباچے میں تھی خیر اب آئین کا حصہ بن گئی لیکن ہمارے چیف جسٹس نے کہہ دیا یہ بھی ایک دفعہ ہے اور یہ پورے دستور پر حاوی نہیں ہے جیسی اور دفعات ہیں ایسی ایک دفعہ یہ بھی ہے۔ دفعہ (45) جو ہے وہ صدر کو حق دیتی ہے کہ وہ پھانسی کی سزا میں تخفیف کر دے...... اسلام میں تو اس کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ پھر دفعہ 227 ہے لیکن اس کو باندھ دیا کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کے ساتھ...... کہ یہ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی غور و فکر کرتی رہے گی اور رپورٹیں پیش کرتی رہے گی اور وہ رپورٹیں پیش کرتی رہی ہے۔ باقی کہیں نہیں لکھا دستور میں کہ ان رپورٹوں کا حشر کیا ہو گا اس کا کوئی کام بھی ہو گا کہ نہیں۔ رپورٹوں کی فائلوں سے الماریاں بھر گئیں وزارت قانون کی بھی...... وزارت مالیات کی بھی۔ لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ خود ضیاء الحق صاحب نے فیڈرل شریعت کورٹ بنائی تو ابتدائی طور پر اسے دو ہتھکڑیاں ڈال دیں اور دو بیڑیاں ڈال دیں۔ دستور پاکستان تمہارے دائرے سے خارج...... اور جو دیوانی و فوجداری مقدمات کا طریقہ ہے یہ بھی تمہارے دائرے سے خارج اور دس برس تک مالی معاملات بھی خارج...... اور کیا رہ گیا؟ Exercise in Futility کے سوا کچھ بھی نہیں...... تو ہمارے ہاں یہ ساری چیزیں موجود ہیں لیکن اسلام نہیں آیا۔ وہ دس سال والی جو ہتھکڑی تھی وہ ختم ہو گئی...... فیڈرل کورٹ کے دو ججوں نے 1991ء میں بینکنگ سود کے خلاف فتویٰ دے دیا...... فیصلہ دے دیا...... نواز شریف صاحب نے پہلے یہ کہا تھا کہ اس فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کریں گے...... لیکن اپیل کر دی 1999ء میں پھر سپریم کورٹ کے اپیلیٹ شریعت بنچ نے فیصلہ کیا اور سود کے خلاف فیصلے کی توثیق کر دی اس کے بعد تین سال کی مہلت دی گئی اور اب اسے یہ یک قلم بالکل ختم کر دیا گیا...... 20 برس کی محنت کو ضائع کر دیا گیا...... حکومت کی بدنیتی تو اتنی واضح ہے کہ اس کی سماعت سے پہلے مولانا تقی عثمانی صاحب کو نکال باہر کیا...... بعد میں اس کیس کی سماعت کے لئے ان ججوں کو لیا گیا جنہوں نے مانا کہ ہم بینک انٹریسٹ کو سود یا ربوٰ نہیں سمجھتے۔

> **1973ء کے دستور کے اندر سو فی صد اسلام موجود ہے لیکن کاسمیٹک انداز میں ہونے کی وجہ سے غیر موثر ہے**

امین: یہ جو سود اور ربوٰ کے درمیان ایک کنفیوژن پیدا کیا جا رہا ہے آپ بتائیں گے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

ڈاکٹر اسرار: سود اور ربوٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سود فارسی کا لفظ ہے اور ربوٰ عربی کا لفظ ہے۔ ہمارے ہاں فارسی کا لفظ آ گیا ہے چیز ایک ہی ہے...... کنفیوژن یہ ہے کہ آیا کمرشل انٹریسٹ اور بینک انٹریسٹ بھی ربوٰ ہے یا نہیں...... اس معاملے میں یقیناً کافی کنفیوژن پہلے رہا ہے اور بعض علماء بالخصوص عرب دنیا کے علماء اس بات کے قائل رہے ہیں کہ اس پر ربوٰ کا اطلاق نہیں ہوتا...... لیکن ہوتے ہوتے اب مطلع بالکل صاف ہو چکا ہے...... جو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی نے کام کیا تھا انہوں نے بڑی محنت کر کے غیر سودی نظام بنایا...... لیکن صدر ضیاء الحق صاحب اس کو چھپا کر رکھنا چاہتے تھے...... کہ ظاہر نہ ہو...... اس وقت جسٹس تنزیل الرحمن صاحب سی آئی آئی کے چیئرمین تھے...... میں اس وقت ضیاء الحق کی گڈ بک میں تھا...... ان کی مجلس شوریٰ کا رکن بھی رہا ہوں...... تو مجھ سے سی آئی آئی والوں نے شکایت کی کہ ہم نے بڑی محنت سے یہ نظام بنایا ہے اور ضیاء صاحب اسے شائع نہیں کرنے دے رہے تو میں نے ضیاء سے بڑے تلخ لہجے میں کہا کہ...... یہ کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے...... اس پر کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی نے محنت کی ہے...... اس پر پیسہ لگا ہے پاکستان کے خزانے سے...... اور یہ پاکستانی قوم کی ملکیت ہے آپ اسے شائع تو ہونے دیں تاکہ کم از کم ایک Debate شروع ہو کہ انہوں نے جو کہا ہے وہ صحیح ہے یا غلط...... یہ نظام کامیاب ہو جائے گا یا نہیں ہو گا تب انہوں نے اسے شائع کرنے کی اجازت دی اور پھر وہ شائع ہوا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تاریخ انسانی کا ایک landmark decision تھا۔ یہ اتنا مرتب ہے، اتنا مدلل کہ پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اصل میں یہ جان لیجئے کہ یہودیوں نے نوع انسانی کا

بیڑہ غرق کرنے کے لئے اور اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے جو چیزیں دنیا میں عام کیں ان میں نمبر ایک سیکولرازم ہے کہ ریاست اور مذہب دو علیحدہ چیزیں ہیں ان کو یہ کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ وہ پوری دنیا میں اقلیت ہیں یعنی پوری دنیا میں ایک یا سوا کروڑ کے قریب ہیں لہٰذا اگر مذہب کا کوئی تعلق ریاست کے ساتھ ہو تو عیسائی ریاست میں عیسائیوں کی حکومت ہوگی۔ مسلمان ملک ہے تو مسلمانوں کی اہمیت ہوگی یہودیوں کی کہاں۔ تو سیکولرازم ان کی ایجاد ہے نمبر دو سود ان کی ایجاد ہے..... سود تو دنیا میں پہلے سے تھا لیکن بینکنگ سود نہیں تھا۔ اس کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے:

این بنوک این فکر چالاک یہود
نور حق از سینہ آدم ربود

یعنی اس نے انسان کے سینے میں سے جو نور حق تھا اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح میں سے پھونکا تھا وہ ختم کر دیا جب تک یہ نظام تہ و بالا نہیں ہوگا ختم نہیں ہوگا'

دانش تہذیب و دیں سودائے خام

یہ ساری چیزیں کہ دانش بھی ہو سکے اور دین بھی ہو سکے سودائے خادم ہوں گی..... تو میں کہہ رہا تھا کہ سود کے خلاف تاریخی فیصلہ پاکستان کی شریعت کورٹ نے دیا جس کی توثیق سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے کی..... اب اس کا معاملہ بدقسمتی سے لٹکا دیا گیا..... میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اسلام یہاں پر تھوڑا تھوڑا کر کے نظریاتی اعتبار سے تو آیا تھا..... لیکن افسوس! نظر یہ آ رہا ہے کہ اس پر ریورس گیئر لگ گیا ہے اور وہ ریورس گیئر لگا ہے سود کے معاملے میں اب آگے کہاں تک چلتا ہے اور اگر پرویز مشرف صاحب کی حکومت جاری رہتی ہے جیسا کہ وہ خواب دیکھ رہے ہیں حسنی مبارک کی طرح بیٹھے رہیں گے بہت عرصے تک یا جیسے سوہارتو راج کر گیا تیس برس تک..... ایسے یہ بھی گزار جائیں گے..... تو مجھے خدشہ ہے کہ یہ مزید ریورس گیئر لگا کر قراردادِ مقاصد بھی ختم کریں گے توہین رسالت ﷺ کا قانون ختم کریں گے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا معاملہ بھی ختم کر دیں گے..... آخر امریکہ کا دباؤ ہے کہ آپ کے لوگ آتے ہیں اور ہمارے لوگوں کو مسلمان کر لیتے ہیں ہم نے تو کبھی احتجاج نہیں کیا۔ آپ کے ہاں اگر ہمارے مشنری جائیں اور مسلمان کو عیسائی یا کچھ اور بنا لیں تو احتجاج کیوں ہوتا ہے۔

امت: توہین رسالت ﷺ کے حوالے سے بات ہے کہ آج کل اس کے قانون کے خلاف بھی ایک مہم چلی ہوئی ہے اس معاملے پر بھی کچھ روشنی ڈالیں؟

ڈاکٹر اسرار: وہ تو اس معاملے پر مشرف صاحب نے ایک قدم پیچھے ہٹا بھی لیا تھا لیکن پھر انہوں نے عقل مندی سے کام لیا اور اس قانون کو بدلنے کا فیصلہ واپس لے لیا..... انہوں نے دیکھا کہ علماء کے تیور بہت خطرناک ہیں کیونکہ اس معاملے میں یہ ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی ناموس پر کٹ مرنے کو تیار ہیں اور کوئی کمپرومائز نہیں کرتے باقی یہ الگ بات ہے کہ بڑے بڑے مسائل ہضم کر گئے۔ ہمارے پہلے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ایوب خان نے جو عائلی قوانین بنائے تھے وہ آرڈی نینس کی شکل میں آئے تھے۔ جماعت اسلامی' دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور شیعہ سب نے کہا کہ یہ غیر اسلامی ہے لیکن کوئی تحریک نہیں چلی کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی۔ ہاں لیکن ختم نبوتؐ پر مرنے کو تیار ہیں۔ سینکڑوں نے جانیں دے دی تھیں اس مسئلے پر..... تو حضور ﷺ کی ذات سے متعلق کوئی بات ہو تو ہماری قوم کے اندر جذباتیت ہے اگرچہ اسلام کے عملی پہلوؤں کے بارے میں زیادہ فکر نہیں ہے..... ابھی سود کے بارے میں اتنا بڑا فیصلہ ہو گیا ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ یہاں تک کہ کسی دینی جماعت کی طرف سے بھی بھرپور احتجاج سامنے نہیں آیا۔ تو کہنے کا مطلب ہے توہین رسالتؐ کے قانون کے معاملے پر اس وقت مشرف صاحب نے عقلمندی سے کام لیا لیکن اب میں سمجھتا

> **اگر پرویز مشرف لمبے عرصے تک بیٹھے رہے تو خدشہ ہے کہ دستور سے اسلامی دفعات کو ختم کر دیا جائے**

ہوں کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ اس غبارے کی ہوا نکل گئی ہے جتنا خیال تھا کہ دینی جماعتوں کا دائرہ اثر ہے لیکن دفاع افغانستان پاکستان کونسل کی جو تحریک چلی تھی اس کے غبارے کی ہوا نکل گئی..... اس حوالے سے مشرف صاحب کی جرأت بڑھ رہی ہے اور دوسری جانب سے انہیں تھپکی بھی مل رہی ہے..... امریکہ بار بار تھپکی دے رہا ہے کہ یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں ان کی سینٹ کمیٹی میں کہا گیا ہے کہ صدر پرویز واقعتاً پاکستانی ''اتاترک'' بن جائیں گے اور اس کے امکانات موجود ہیں۔

امت: آپ نے مریدکے میں کہا تھا کہ سیکولرازم ہماری ثقافتی اقدار کے لئے تو خطرہ ہے ہی ہماری ایٹمی طاقت بھی خطرے میں پڑ جائے گی وہ کیسے؟

ڈاکٹر اسرار: میں نے اصل میں جو بات کہی تھی وہ یہ ہے کہ سیکولرازم پاکستان کے لئے خودکشی ہے۔ کسی چیز کا ایک جواز ہوتا ہے پاکستان کا جواز اسلام کے سوا نہیں ہے۔ سیکولرازم کا مطلب ہے اس جواز کی نفی ہو جائے گی اور یہ جواز ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا سیکولرازم پاکستان کے لئے خودکشی ہے دوسری جانب حکومت نے جو کچھ طالبان کے ساتھ کیا وہ اس خیال سے کیا کہ اپنے کشمیر کاز کو بھی بچالیں گے اور ایٹمی اثاثے بھی محفوظ رہیں گے لیکن میں نے 16 ستمبر 2001ء کو صدر کے منہ پر کہہ دیا تھا اور بڑے جوش میں کہا کہ جنرل پرویز صاحب! اگر آپ امریکہ کا ساتھ دیں گے تو یہ غداری ہوگی انصاف کے مسلمہ اصولوں کے خلاف..... یہ بغاوت ہوگی غیرت و حمیت کے خلاف..... اور یہ غداری ہوگی اسلامی و دینی تعلیمات کے ساتھ..... جو فائدے آپ دیکھ رہے ہیں وہ وقتی اور عارضی طور پر ہیں۔ آپ کا کشمیر کاز بھی ختم ہوگا اور آپ کے ایٹمی اثاثے بھی ختم ہو جائیں گے اس لئے کہ اس کے پیچھے اصل طاقت امریکہ نہیں ہے..... اصل طاقت جو ہے' جس نے سازش کی ہے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو تباہ کیا وہ اسرائیل ہے اور اسرائیل کے سینے میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے خلش ہے۔ 1967ء میں جب اسرائیل نے عربوں کے خلاف بڑی زبردست فتح حاصل کی اور اس فتح کا جشن پیرس میں منایا تو اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمیں کسی عرب ملک سے کوئی خطرہ یا اندیشہ نہیں ہے۔ ہمیں خطرہ ہے تو صرف پاکستان سے ہے۔ تو یہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا لیں گے پاکستان کی ایٹمی طاقت کو ختم کرنے کے لئے..... ہو سکتا ہے ابھی تحریک شروع کرا دیں یہ عین ممکن ہے کہ سیاسی جماعتوں اور مذہبی تحریکوں کو ذرا امریکہ اشارہ کرے اور یہ تحریک شروع کر دیں تو امریکہ فوری کہے گا کہ حکومت کے خلاف تحریک شروع ہو گئی ہے اور اندیشہ ہے کہ ایٹمی ہتھیار کہیں بنیاد پرستوں اور انتہا پسندوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں لہٰذا ان پر فوراً قبضہ کر لو..... قبضہ کرنے میں اسے دیر کیا لگے گی کیونکہ اب امریکہ کو 10 ہزار میل کی مسافت طے کر کے نہیں آنا ہے وہ تو آپ کے ملک کے اندر بیٹھا ہوا ہے..... اس کی ایف بی آئی اور سی آئی اے موجود پھر موساد بھی موجود ہے۔

امت: تو آپ کے خیال میں صدر پرویز کو کیا فیصلہ کرنا چاہئے تھا؟

ڈاکٹر اسرار: میدان صاف نہیں دینا چاہئے تھا۔ کہتے آپ ثابت کریں' بتائیں کون سا مقدمہ اسامہ کے خلاف موجود ہے' اس کے بغیر ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں گے..... اگر پاکستان کھڑا ہو جاتا تو مجھے یقین ہے کہ او آئی سی کھڑی ہوتی چین کھڑا ہوتا..... کیا پاکستان کو برباد کرنا چین گوارہ کر لے گا۔ اس طرح اس ریجن میں سارا بیلنس آف پاور ختم ہوتا ہے تو پاکستان' افغانستان نہیں تھا۔ لیکن یہ تو بالکل

بتاشے کی طرح بیٹھ گئے ایک دھمکی پر جیسے معلوم ہوتا ہے کہ جان تھی ہی نہیں۔

امت: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حکمران کمزور اعصاب کے مالک ہیں؟

ڈاکٹر اسرار: بظاہر تو ان کے اعصاب کمزور نہیں لگتے۔ ذاتی طور پر میں انہیں پاکستان کا خیر خواہ سمجھتا ہوں لیکن وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور اگر اسلام کی جڑیں کاٹ دی گئیں تو پاکستان ختم ہو جائے گا...... یہ بات نہیں جانتے وہ۔

امت: کہیں وہ غلط مشورہ دینے والے مشیروں میں تو نہیں گھر گئے؟

ڈاکٹر اسرار: ہاں! یہ ہوسکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ مشیروں کی بات ماننے والے نہیں ہیں کیونکہ وہ خود سو مشیروں کے ایک مشیر ہیں۔ وہ تو جیسے ضیاء الحق صاحب کو محسوس ہونے لگا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں اس سے بڑھ کر خیال ان کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہے کہ میں ایک کام کرنے آیا ہوں اور وہ پورا کرنا ہے۔ ہر ایک ڈکٹیٹر کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے تو وہ پیدا ہوا ان کے دماغ میں بھی...... لیکن یہ کہ انہوں نے حالات کو سطحی طور پر دیکھا ہے اور ظاہر بات ہے ایک شخص جس کا اللہ پر یقین نہ ہو وہ تو پھر حالات کو دیکھے گا کہ سامنے امریکہ جیسی طاقت ہے ہمارا کیا بنے گا؟

امت: کیا چین بھی طالبان حکومت ختم کرنے کے حق میں تھا؟

ڈاکٹر اسرار: اس کا امکان ہے اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ چائنا کو اپنے صوبے سنکیانگ کا خطرہ ہے اور جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے شمالی اتحاد نے چین کو طالبان کے خلاف کرنے کے لئے اپنے آدمی سنکیانگ بھیجے اور وہاں اسلامی انقلاب کی باتیں شروع کیں تو چین خائف ہو گیا لیکن اگر مسئلہ یہ درپیش ہوتا ہے کہ پاکستان خطرے میں ہے تو چین کی سوچ پھر کچھ اور ہوتی۔

امت: امریکہ پاکستان میں اپنے اڈے چھوڑے گا یا نہیں؟

ڈاکٹر اسرار: یوں سمجھ لیجئے کہ آپ یہ معاملہ اب بہت بڑی سطح پر لے گئے ہیں...... عالمی سطح پر...... ایک بہت بڑا تصادم ہونے والا ہے اس کی خبر بائبل میں بھی ہے اور اس کی خبر احادیث نبویؐ میں بھی ہے اس میں مسلمانوں کا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ اصل فریق دو ہیں ایک موجودہ امت مسلمہ ہے یعنی میں اور آپ...... ایک سابقہ امت ہے جسے معزول کر کے ہمیں کھڑا کیا گیا تھا وہ سابقہ امت مسلمہ کون ہے؟ یہودی...... دو ہزار برس تک امت مسلمہ وہ تھے۔ قرآن میں بھی دو بار اس کا ذکر آیا ہے کہ میں نے تمہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی اب انہیں جب معزول کیا گیا تو انہیں موجودہ مسلم امہ سے شدید دشمنی ہوگئی اور وہ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان کا منصوبہ ہے کہ ہمیں پوری دنیا کو Dominate کرنا ہے جبکہ ان کے علاوہ پوری دنیا کے انسانوں کی حیثیت حیوانات کی طرح ہے۔ جس طرح حیوان کو استعمال کرنا انسان کا حق ہے یعنی گھوڑے کو تانگے یا بگھی میں جوتنا انسان کا حق ہے اور بیل کو ہل کے لئے استعمال کرنے کا حق ہے ایسے ہی ہمیں انسانوں کو استعمال کرنے کا حق ہے یعنی محنت وہ کریں عیش ہم اڑائیں اور اس کے لئے ہی انہوں نے بینکنگ کا نظام ایجاد کیا ہے۔

امت: ڈاکٹر صاحب! تو پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی کوئی صورت ہے؟

ڈاکٹر اسرار: پاکستان میں اسلام لانے کے لئے یہ دینی و مذہبی جماعتیں الیکشن کے میدان سے پسپائی اختیار کریں...... Withdraw کریں اور پھر احتجاج اور مطالباتی تحریک شروع کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی تم میں سے کسی بدی کو دیکھے اس کا فرض ہے کہ طاقت سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور ایسا بھی نہیں تو دل سے ہی برا سمجھے تو تحریک کا پہلا مرحلہ کیا ہوگا

پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اگر

اسلام کی جڑیں کاٹ دی گئیں

تو پاکستان ختم ہو جائے گا

زبان سے کہا جائے کہ خدا کے لئے باز آجاؤ نہ کرو اس پر مہم چلے جلوس نکلے لوگ آئیں پھر آخری درجہ یہ ہوگا کہ حکومت سے کہا جائے کہ ہم لاکھوں کی تعداد میں سرفروش ہیں اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہم یہ سب کچھ نہیں چلنے دیں گے۔ گھیراؤ کریں...... یہاں کراچی میں ایک اخبار کے دفتر کا گھیراؤ کیا گیا تھا نا! کہ الطاف حسین کی خبریں صحیح جگہ پر شائع نہیں ہو رہی ہیں تو اس کے بعد کیا ہوا الطاف حسین کی ہر خبر فرنٹ پر آنا شروع ہوگئی۔ یہ ہے طریقہ کام کرنے کا...... شیعہ حضرات نے بھی اپنا مطالبہ منوالیا......50 ہزار افراد جا کر بیٹھ گئے تھے کہ جب تک چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہمیں یقین دہانی نہیں کرائے گا کہ ہمیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ کیا جائے ہم نہیں جائیں گے چاہے جان سے مار دو اور ضیاء کو یہ مطالبہ ماننا پڑا...... تو یہ بات ہماری دینی جماعتوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہے یا انہیں وی آئی پی ٹریٹمنٹ کا چسکا پڑ گیا ہے۔ 51 برس ہو گئے جماعت اسلامی کو الیکشن میں حصہ لیتے ہوئے کیا ہاتھ آیا۔ تین چار پانچ چھ سیٹیں...... اس کی وجہ کیا ہے؟...... اس کی تنظیم سیاسی نہیں ہے۔ سیاسی جماعت میں تو ہر شخص کو آنا چاہئے حرام خور ہو سود خور ہو شرابی ہو کوئی بھی ہو۔ سیاسی جماعت کا دروازہ تو ان کے لئے بند نہیں ہوتا لیکن آپ ان سے نہیں کہ یہ کام آپ غلط کرتے ہیں آپ گھر جا کر بیٹھیں لیکن سیاست تو نہیں چلتی اس کے بغیر...... یا تو عوام کی سوچ بدل دیں ان کے اخلاق بدل گئے ہوں لیکن وہ تو وہی کے وہی ہیں۔ بھٹو صاحب! ایجی ٹیشن کے بل بوتے پر پاکستان میں اقتدار میں آنا چاہتے تھے جب یحییٰ خان نے اعلان کر دیا کہ الیکشن ہوں گے تو انہوں نے فوراً وڈیروں کے ساتھ معاملہ کر لیا۔ اس سے پہلے سوشلزم کا نعرہ لگاتے تھے اور نوجوان کارکنوں کا زور و شور تھا لیکن اس کے بعد سب کو ہٹایا اور پھر یہی گیلانی ویلانی اور دیگر آگئے آگئے اور ان کے ساتھ مل کر الیکشن لڑ لیا تو یہ کام کوئی کرنے کو تیار نہیں۔

امت: ڈاکٹر صاحب! پاکستان میں کیا جمہوریت کے ذریعے اسلام نافذ نہیں کیا جاسکتا؟

ڈاکٹر اسرار: جمہوریت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے انتخابات کے ذریعے نہیں جمہوریت کے دو چہرے ہیں ایک جمہوریت Agitational جمہوریت ہے اور یہ دنیا میں تسلیم شدہ ہے آپ توڑ پھوڑ نہ کریں...... آپ کسی کو نہ ماریں خود مرنے کے لئے تیار رہیں الیکشن کے ذریعے کبھی اسلام نہیں آسکتا یہ ناممکنات میں سے ہے یا تو پہلے یہاں کا فیوڈل سسٹم آپ ختم کرائیں پھر تو شاید جمہوریت کے ذریعے سے اسلام آجائے۔ الجزائر میں کیوں حکومت کے دروازے تک جمہوریت پہنچ گئی تھی۔ آزاد ہونے کے بعد الجزائر میں سوشلسٹ نظام آیا تھا نہ کوئی جاگیر دار تھا نہ کوئی بڑا زمیندار تھا۔ سب برابر تھے یا تو پہلے آپ سوشلسٹ انقلاب لائیں زمینداروں اور وڈیروں کا خاتمہ کریں پھر تو الیکشن کے ذریعے شاید اسلام آجائے اور دوسری بیماری ہمارے ہاں فرقہ واریت ہے۔ ان کے لئے قرآن و حدیث کھلی ہوئی ہے ہر شخص قرآن پڑھ سکتا ہے حدیث پڑھ سکتا ہے۔ ہمارا جو ایک عام آدمی ہے وہ مولوی سے پوچھ کر ہی کچھ کرے گا۔ مولوی جو سکھا دے گا وہ صحیح ہے اس نے تو اس کے دماغ میں فرقہ واریت ہی ڈالنی ہے لہٰذا پاکستان میں تو کوئی امکان ہے ہی نہیں اس کے لئے...... ہاں Agitational Politics سے کچھ ہوسکتا ہے۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مولانا مودودی نے جو کامیابی حاصل کی یہ دستور اسلامی کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوئے اکیلے...... میں ان کی اپریل 1948ء کو کی جانے والی تقریر کے موقع پر خود موجود تھا بطور طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور...... انہوں نے مطالبہ دستور اسلامی سے متعلق

تقریر کی تھی۔ اس کے بعد مطالبے کی مہم چلی کہ کھمبوں کے اوپر' ایمبولینسوں کے اوپر..... ہر طرف اسلامی دستور کے مطالبات درج تھے..... خطوں اور تاروں کی بوریاں بھر بھر کر آتی تھیں اور اسپیکر مولوی تمیز الدین خان صاحب کی میز پر رکھ دیئے جاتے تھے کہ کبھی اتنے تار اور خط اور آ گئے ہیں تو اس وقت سب نے ساتھ دیا کیونکہ جماعت اسلامی اس وقت تک سیاسی جماعت نہیں تھی اس کے سیاسی مفادات نہیں تھے۔ وہ دینی جماعت تھی' ایک فکر تھی' ایک سوچ تھی..... 46ء کے الیکشن ہوئے تو اس میں حصہ لیا نہ کسی کو سپورٹ کیا' لیکن جب جماعت اسلامی Political Party بن گئی تو پھر سب جماعت اسلامی کا ساتھ کس طرح دیں گے۔ اب تو مدمقابل ہیں پہلے مسلم لیگیوں نے بھی ان کا ساتھ دیا ڈاکٹر عمر حیات مسلم لیگی تھے۔ انہوں نے بھی ساتھ دیا۔ تو یہ راستہ ہے کاش..... کاش کہ اب بھی پاکستان کی دینی قیادت کو یہ راستہ نظر آ جائے اور جان دیئے بغیر تو اسلام نہیں آئے گا..... مایوس ہو گیا ہوں میں (کچھ توقف کے بعد) میں مایوس ہوں حالات سے باقی اللہ کی قدرت سے نہیں..... حضور ﷺ نے بتایا ہے کہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے مابین ہیں جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ اللہ شاید ان کے دلوں کو پھیر دے' جیسے امریکی صدر نکسن کا دل پھیر دیا تھا اور اندرا گاندھی یہ کہتے کہتے مر گئی کہ Pro-Pakistan tilt of Nickson administration حالانکہ آپ سوچئے یہ پاکستان میرے اندازے کے مطابق زیادہ سے زیادہ چھ دن کی مار تھا بھارت کے لئے 1971ء میں..... ہمارا مورال پاتال میں اور ان کا مورال آسمان پر تھا..... ہمارا دفاع ٹوٹ چکا تھا..... بھارت والے کیماڑی میں آ کر ہمارے جہاز کو نشانہ بنا گئے..... اور اب کوسٹل ڈیفنسز دیکھے جا رہے تھے کہ کہیں وہ ادھر سے ہی نہ آ جائیں۔ ہمارا سندھ کا راجستھان کا سیکٹر ٹوٹ چکا تھا' سیالکوٹ کا سیکٹر ٹوٹ چکا تھا۔ بس ایک ہی شخص ٹاسک فورس لے کر بیٹھا ہوا تھا اور وہ تھا ٹکا خان..... ہماری ایئر فورس مفلوج تھی..... بھارت کو روس نے وہ ہیلی کاپٹر دے دیئے تھے جو آج دنیا میں عام ہیں وہ جن پر ریڈار لگے ہوتے ہیں اور وہ گھومتے رہتے تھے فضا میں ہر وقت..... ہمارا جہاز ذرا بھی ہلتا تھا اور وہ نشانہ بناتے تھے تو اسی دوران نکسن کا فون اندرا گاندھی کے پاس گیا ہاٹ لائن پر..... نکسن نے کہا..... No More ختم کراؤ۔ اس حکم کے بعد Unilateral Cease Fire ہوا تھا یعنی یک طرفہ جنگ بندی..... ورنہ چھ دن سے زیادہ کی مار نہیں تھے ہم..... اللہ نے ہمیں ایک اور موقع دیا تھا جس سے نہ ہماری دینی جماعتوں اور نہ ہی سیاسی قیادت نے فائدہ اٹھایا..... اس لئے اب بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو ضرور ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو گا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مایوس نہیں ہیں۔

امت: 11 ستمبر کے بعد پاکستان نے جو یوٹرن لیا ہے اور جہادی تنظیموں کے خلاف امریکہ نے جو آپریشن شروع کیا ہے اس کا کیا نتیجہ برآمد ہو گا؟

ڈاکٹر اسرار: اصل میں یہ جو دنیا میں اس وقت جہادی قوتیں ابھر کر سامنے آئی ہیں یہ کوئی مثبت یا اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔ یہ ہوا کیا ہے؟..... ایک تو یہ کہ جو اسلامی تحریکیں دنیا کے مختلف ممالک میں چل رہی تھیں۔ انڈونیشیا میں' ایران میں' مصر میں اور عالم عرب میں..... ایک غلطی یہ ہوئی کہ جہاں ''بیلٹ'' کا راستہ تھا ہم نے ''بلٹ'' کا راستہ اپنایا ''بلٹ'' استعمال کریں گے تو پھر لفظ جہاد تو لازمی طور پر آئے گا تاہم جہاد فی سبیل اللہ کی اپنی شرائط ہیں۔ پہلے دعوت' تربیت اور ایک ہی چھتری تلے سب لوگ اکٹھے ہوں۔ یہ نہیں کہ دس دس گروپ ہیں اور ان سب کی الگ الگ قیادتیں ہیں۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ کیا جہاد ہو گا؟..... میری نظر میں تو وہ فساد فی سبیل اللہ ہو گا وہی کہ آپس میں سب لڑیں گے اور جتنی تباہی افغانستان میں ان کی آپس کی خانہ جنگی سے ہوئی ہے اتنی روس کے ذریعے سے نہیں آئی

> **طالبان نے اسلامی حکومت ضرور**
> **قائم کردی تھی لیکن ابھی انہیں**
> **اسلام کا عادلانہ اجتماعی نظام قائم**
> **کرنے کا موقع نہیں ملا تھا**

تھی۔ کشمیر میں کیا ہے؟ وہاں بھی مختلف گروپ ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ امریکہ جہاد کو کس نظر سے دیکھتا ہے یہ تو ہے کہ وہ کانپتے ہیں کیونکہ انہیں جان بہت عزیز ہے اور یہ مرنے کے لئے تیار ہیں ۔

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہئے

کہنے کا مقصد ہے کہ اسلامی تحریکوں سے وہ لوگ نہایت خوفزدہ ہیں۔ اسامہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ حالانکہ انہوں نے پہلے خود ہی ان کی مدد کی تھی۔ امریکہ ہی ہمیں افغانستان میں لڑا رہا تھا۔ پیسے دیتا تھا' اسٹنگر میزائل بھی دے دیئے۔ بھاری بھرکم فور بائی فور کی گاڑیاں دے دیں اور مجاہد رہنما پوری دنیا میں شہزادوں کی طرح گھومتے تھے اس وقت جہاد امریکہ کے لئے نہ صرف جائز تھا بلکہ امریکہ تو اسے فروغ دے رہا تھا۔ اس وقت ایک طرح سے اسامہ بن لادن' عمر عبدالرحمٰن اور عبد اللہ عظام بھی امریکہ کے ایجنٹ تھے یہ تینوں عربوں کو جہاد کے لئے بھرتی کرتے تھے کہ بھئی افغانستان میں جہاد ہو رہا ہے اور اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی تو وہاں سے نیک نیت اور جذباتی لوگوں کو یہ لوگ یہاں لے کر آئے اور امریکہ اس پر خوش تھا لیکن صورت حال بدل گئی تو وہ اب ان سے گھبرا رہا ہے۔ عمر عبدالرحمٰن امریکہ میں عمر قید کاٹ رہے ہیں اور عبد اللہ عظام کو یہاں شہید کرا دیا گیا اور اسامہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں شاید وہ اب دنیا میں موجود ہی نہ ہوں۔

امت: بات وہیں رہ گئی..... ہم نے پوچھا تھا جہادی تنظیموں کے خلاف حالیہ کریک ڈاؤن کے نتائج کیا نکلیں گے؟

ڈاکٹر اسرار: ایک نتیجہ تو یہ نکل سکتا ہے کہ یہ جہادی تحریکیں یا کوئی جہادی تنظیم وہ سلسلہ شروع کر دے جیسا کہ تیونس میں اور الجزائر میں ہو رہا ہے اور اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن یہ امکان ہے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر جہادی تنظیمیں حکومت کی sponsored تھیں لہٰذا یہ بیٹھ جائیں گی چپ ہو کر اللہ اللہ خیر سلا۔

امت: افغانستان میں برسر اقتدار آنے کے بعد طالبان کا کہنا تھا کہ وہ ایک ماڈل اسلامی مملکت قائم کریں گے کیا امریکہ اس بات سے بھی خائف تھا کہ اگر طالبان نے واقعی مکمل اسلامی مملکت قائم کر دی تو ایسا نہ ہو کہ دیگر اسلامی ممالک بھی ان کی پیروی کریں؟

ڈاکٹر اسرار: میں اس بات سے جزوی اتفاق کرتا ہوں کلی نہیں..... اس اعتبار سے اگر امریکہ کا قدم اٹھتا تو اس میں ابھی دیر لگتی اس ایشو پر عالمی اتحاد بنانا اس کے لئے ممکن نہ ہوتا۔ آج عراق کے خلاف سب کو جمع کرنا ممکن نہیں ہو رہا تو اتنی جلدی یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ کام اصل میں اسامہ کی وجہ سے ہوا یہودیوں نے سازش کر کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے ٹاور گرائے پھر اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس قدر پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اسامہ کی کارروائی ہے۔ تو اس وجہ سے یہ کام ہوا باقی طالبان نے جیسا کہ آپ نے کہا ہے اسلامی حکومت قائم کر دی تھی لیکن ابھی اسلامی نظام وہاں نہیں آیا تھا کیونکہ اسلامی نظام جب نافذ ہو جائے گا تو کسی گلی یا سڑک پر کوئی بھکاری نظر نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ہر فرد کی جو کفالت ہے وہ حکومت کے ذمے ہے۔ اس کے لئے زکوٰۃ ہے' عشر ہے' جزیہ ہے جو کچھ بھی ٹیکسز ہیں..... لیکن یہ کہ کسی کو..... یہاں تک کہ غیر مسلم بھی بھکاری نہیں رہے گا۔ ان کی ضروریات حکومت کے ذمے ہوں گی۔ لیکن یہ سب کچھ افغانستان میں نہیں تھا..... ابھی ان کا کوئی معاشی نظام تھا نہ کہ بینکنگ کا نظام..... میں نے جب ان سے پوچھا تو کہنے لگے بابا پیسہ ہی نہیں ہے تو پھر بینک کی کیا ضرورت ہے (ہنستے ہوئے) تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اسلامی نظام نہیں آیا تھا' اسلامی حکومت ضرور قائم ہوئی تھی..... اور اسلامی حکومت کو مغرب والے ذرائع ابلاغ

کے ذریعے سے بدنام کر رہے تھے...... عورتوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے فلاں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے اور فلاں کے ساتھ وہ ہو رہا ہے۔ وہ پروسس تو چلتا رہتا لیکن یہ سب کچھ جو ہوا ہے یعنی حملہ وغیرہ وہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے سبب ہوا جو یہودیوں کی سازش تھی۔

امت: یہ لوگ اس قدر اسامہ کے خلاف ایک دم کیوں ہو گئے؟

ڈاکٹر اسرار: اس لئے کہ اسامہ کی طاقت ان پر ظاہر ہو چکی تھی' ان کے دو سفارت خانوں کو اسامہ کے لوگوں نے اڑایا تھا' یمن میں ان کے بحری جہاز یو ایس ایس کول کو نشانہ بنایا گیا...... تو اسامہ کی طاقت ان پر واضح ہو چکی تھی اور یہ کہ سارے مسلمان ان کے گرد جمع ہیں۔ اس لئے وہ ان سے زیادہ خوف زدہ تھے۔

امت: کیا یہ ممکن تھا کہ اگر اسامہ مزید قوت پکڑتے تو اسرائیل کے لئے مشکلات پیدا کر سکتے تھے؟

ڈاکٹر اسرار: یقیناً...... لیکن افغانستان اگر قوت پکڑتا تو ان کے لئے زیادہ مشکل بنتی۔ افغانستان میں تو چیچن باشندے بھی جہاد کے لئے گئے ہیں اور دیگر ممالک کے لوگ بھی وہاں پہنچے تھے۔

امت: کیا امریکہ اور اسرائیل اس وجہ سے افغانستان سے خائف تو نہیں ہو گئے تھے کہ یہ جہادی قوتوں کا مرکز بن گیا ہے تربیت سے لے کر تمام معاملات میں؟

ڈاکٹر اسرار: یہ بھی صحیح ہے...... لیکن اصل چیز جو میں کہوں گا وہ اسامہ ہی تھے اور ان کے ساتھ جو عرب مل گئے تھے۔ آج بھی یہ ہے کہ اصل دشمنی عربوں کے ساتھ ہے۔ پاکستان میں بھی افغان مجاہدین ادھر اُدھر آئے ہوئے ہیں لیکن عرب فوری پکڑا جاتا ہے۔

امت: یہ جائز ہو رہا ہے یا ناجائز؟

ڈاکٹر اسرار: ناجائز ہو رہا ہے بلکہ بالکل ناجائز...... سب کچھ امریکہ کے دباؤ پر ہو رہا ہے۔

امت: تو ہمیں کیا مجاہدین کا ساتھ دینا چاہئے؟

ڈاکٹر اسرار: بالکل ایک مسلمان ہونے کے ناتے ہمیں ایسا کرنا چاہئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ میں نے صدر پرویز کے منہ پر کہا تھا کہ وہ اگر امریکہ کا ساتھ دیں گے تو غداری کریں گے۔

امت: فرض کریں کہ اس آزمائش کی گھڑی میں اسامہ آپ سے رابطہ کر کے کہتے کہ مجھے پناہ دیں تو کیا آپ دیتے؟

ڈاکٹر اسرار: میری پوزیشن ہی یہ نہیں ہے۔ کس کے خلاف پناہ دیتا۔؟

امت: اچھا کشمیر کے حوالے سے بتائیں۔ اب کیا نظر آ رہا ہے کیا ہم اسے Loose کر جائیں گے؟

ڈاکٹر اسرار: اصل میں کشمیر میں مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی منظم سیاسی قوت نہیں بن سکی جو کہ بھارت کو چیلنج کرتی...... نتیجہ یہ ہے کہ وہاں پر بھی افغان جہاد کا فال آؤٹ ہوا...... یہاں کے لوگ بھی وہاں پہنچے...... کہ چلو یہاں بھی جہاد کر لیتے ہیں...... وہاں کامیابی ہوگئی یہاں بھی ہوگی۔ یہ بھول گئے کہ وہاں تو امریکہ پشت پناہ تھا یہاں تو سارا کام خود کرنا پڑے گا اور مجھے تو یہ بھی شک ہے کہ یہاں بھی امریکہ sponsored جہاد شروع ہوا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک بھارت کی پالیسی امریکہ کے مقابلے میں سینہ تان کر کھڑا ہونے کی تھی اور ان کے ایک وزیر داخلہ نے یہاں تک کہا تھا کہ کشمیر کے بارے میں امریکہ کی اپنی نیت خراب ہے وہ جو...... ایک امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری ہوتی تھی رابن رافیل...... اس نے کہا تھا کہ ہم پاکستان سے آزاد کشمیر بھی لیں گے اور شمالی علاقے بھی لیں گے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم چین سے بھی لداخ کا وہ علاقہ لیں گے جو پاکستان نے اسے دے دیا تھا اور یہاں ایک ریاست قائم کریں گے...... دراصل امریکہ کی کوشش تھی کہ پاکستانیوں اور کشمیریوں کے خون کی قیمت پر بھارت کو مجبور کر دیا جائے کہ تنگ آ کر وہ یہ مسئلہ یو این کی جھولی میں ڈال دے تو جس طرح برطانیہ کی جھولی میں فلسطین آ گیا تھا جس

> **ایسا محسوس ہوتا ہے کہ**
> **ہم کشمیر کو Loose**
> **کر چکے ہیں**

کے نتیجے میں انہوں نے یہاں اسرائیل قائم کرا دیا اسی طرح جب مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے پاس چلا گیا تو سمجھو امریکہ کے پاس چلا گیا...... امریکہ وہاں پر ایک سینٹرل ایشین اسرائیل قائم کرنا چاہتا ہے کیونکہ چین کو بھی ڈیل کرنا ہے۔ بھارت' پاکستان' افغانستان اور سوویت یونین سے الگ ہونے والی دیگر مسلم ریاستوں پر بھی نظر رکھنی ہے۔

امت: آپ کا کہنا ہے کہ ہم کشمیر کو Loose کریں گے۔ کیا صدر پرویز کے دور اقتدار میں ہی ایسا ممکن نظر آ رہا ہے یا اس میں ابھی وقت لگے گا؟

ڈاکٹر اسرار: مستقبل کے بارے میں یقین کے ساتھ تو کچھ کہنا ممکن نہیں ہے۔ محسوس ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہم کشمیر کو Loose کر چکے ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ بھارت کوشش کرے گا کہ LOC (لائن آف کنٹرول) کو مستقل سرحد بنا دیا جائے۔

امت: یعنی امریکہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا؟

ڈاکٹر اسرار: جی ہاں! اس لئے کہ اب بھارت امریکہ کی گود میں ہے' صورت حال تبدیل ہو چکی ہے۔ بھئی کبھی ہم تھے امریکہ کے گھڑے کی مچھلی...... وہ ہمیں پالتا تھا گندم بھی دیتا تھا اور سیور جنیس بھی دیتا تھا۔ اب وہی پوزیشن بھارت کی ہے۔ ہم Containment of Russia میں اس کے مددگار تھے اور بھارت اب Containment of China Policy میں مددگار ہے۔ وہ تہذیبی اور سیاسی اعتبار سے بھی غریب ہے دنیا کی سب سے بڑی ورکنگ ڈیموکریسی یہ ہے اور دوسری طرف امریکا عظیم جمہوریت کا دعوے دار ہے دوسرا پھر یہ کہ راگ رنگ' پینا پلانا یہاں بھی ہے وہاں بھی تو کلچر ان دونوں کا ایک ہے...... جو کچھ وہاں ہالی ووڈ میں ہوتا ہے وہ ان کے ہاں بالی ووڈ میں ہوتا ہے۔

امت: حکومت جو دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کر رہی ہے وہ درست ہے؟

ڈاکٹر اسرار: اس میں کوئی خرابی نہیں ہے...... بھئی اگر ان کے نصاب میں جدید چیزیں بھی شامل ہو جائیں تو کوئی بری بات نہیں ہے۔ تاہم اصل میں دینی مدارس چلانے والے یہ بھانپ گئے ہیں کہ ان کا جو ہدف ہے وہ کچھ اور ہے نصاف میں کچھ نئی چیزیں شامل کرنا تو ان کا پہلا قدم ہے۔ اصل میں وہ ٹوٹل کنٹرول چاہتے ہیں جیسے سعودی عرب میں کوئی دینی مدرسہ انڈی پینڈنٹ نہیں ہے سب حکومت کے زیر انتظام ہیں...... ترکی میں اوقاف کا محکمہ ہے' مدارس اور مساجد اسی کے تحت ہیں۔ آپ حکومت کے خلاف ایک لفظ نہیں بول سکتے نہ سعودی عرب میں نہ ترکی میں...... تو پاکستانی حکومت اصل میں یہی کچھ چاہتی ہے کہ ترکی کی طرح یہاں بھی مساجد و مدارس کو کنٹرول میں لیا جائے اس سے ظاہر ہے کہ دینی جماعتیں خائف ہیں۔ تحریک انہوں نے شروع کی ہے اس کے نتیجے میں حکومت نے مانا ہے کہ ہم نصاب میں کچھ قابل قبول ترامیم کریں گے اب وہ ترامیم سامنے آئیں گی تو پتہ چلے گا کہ کیا ترامیم کی ہیں تاہم اس معاملے پر میں سمجھتا ہوں کہ دینی مدارس تحریک اٹھا دیں گے۔

امت: رجسٹریشن کے نام پر دینی مدارس کو قابو کرنے کا جو منصوبہ ہے اس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ بھی امریکی اشارے پر ہو رہا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جہادی عناصر انہی مدارس کی پیداوار ہیں؟

ڈاکٹر اسرار: امریکہ کا یہ خیال درست ہے...... وہ جس کو اپنا سب سے بڑا حلیف سمجھتا ہے یعنی سعودی عرب تو دنیا میں بنیاد پرستی کو سب سے زیادہ فروغ تو اسی نے دیا ہے...... سعودی عرب میں دینی تعلیم ہر نصاب کے ساتھ جڑی ہوئی ہے ہائی اسکول سب ایک ہیں اور اس کے اندر دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے۔ اس کے بعد بس کلیات بدل جاتے ہیں

کوئی کلیہ شریعت میں جارہا ہے تو کوئی کلیہ طب میں جارہا ہے۔ دراصل قرآن جو بھی پڑھائے گا...... قرآن پاک کے اندر جو کچھ ہے وہ اسے کہاں لے جائے گا۔

امت: ایسا محسوس نہیں ہو رہا کہ دینی جماعتیں متحد ہو رہی ہیں حالانکہ ماضی میں اس سلسلے میں بڑی مایوسی تھی اب متحدہ مجلس عمل بنی ہے اس سے کیا امید ہے؟

ڈاکٹر اسرار: اس سے پہلے اس سلسلے میں ملی یکجہتی کونسل کے حوالے سے جو کوشش ہوئی تھی وہ ابھی بھی چل رہی ہے اگرچہ اس معنوں میں نہیں چل رہی اس لئے کہ پروفیسر ساجد میر نے مسلم لیگ (ن) کے ساتھ اتحاد کرلیا ہے...... اب سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ وہ متحدہ مجلس عمل میں بھی ہیں اور وہاں بھی ہیں یہ کیسا ہوگا یا تو متحدہ مجلس عمل بحیثیت مجموعی اتحاد کرے تو الگ بات ہے لیکن اس کی ایک رکن پارٹی علیحدہ سے کیسے اتحاد کرسکتی ہے اور صحیح معنوں میں تو دینی جماعتوں کے درمیان اتحاد مجھے اب بھی نظر نہیں آرہا۔ پھر یہ کہ یہ لوگ انتخابی ایڈجسٹمنٹ بھی کررہے ہیں پیپلز پارٹی کے ساتھ بھی...... تو پھر تو یہ ہر جگہ دیکھیں گے اور اس جگہ کے مقامی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں گے کہ یہاں پر اگر ہماری پوزیشن کمزور ہے تو دوسری جماعت مسلم لیگ (ن) یا پیپلز پارٹی کو یا کسی اور کو سپورٹ دے دیں اور وہ یہی سپورٹ ہمیں اپنے علاقے میں دیں۔ تو یہ دھندے بازی اگر ہوئی تو دینی جماعتوں میں اتحاد والی بات تو نہیں ہوگی۔

امت: ایک حلقے کا کہنا ہے کہ قبائلی علاقوں میں آپریشن ملکی سلامتی کے لئے خطرناک ہوگا۔ کیا ایسا نظر آرہا ہے؟

ڈاکٹر اسرار: اصولی طور پر میں بھی اس کا قائل تھا۔ لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ اس غبارے میں سے بھی ہوا نکل گئی۔ قبائلیوں کے بارے میں خوش گمانی اب ختم ہوگئی ہے۔ اصل میں یہ بات تو پہلے بھی معلوم تھی کہ یہ لوگ پیسے کے دھنی ہیں پیسہ مل جائے تو چپ ہیں...... تو معلوم ہوا کہ سب کچھ وہاں ہو رہا ہے کوئی ری ایکشن نہیں ہوا ہے وہ جیسے دفاع افغانستان پاکستان کونسل کے غبارے میں سے ہوا نکل گئی تھی ایسے ہی یہاں بھی نکل گئی۔

امت: اس سوال کا جواب بھی دیتے جائیں کہ کوہاٹ میں القاعدہ اور پاک فوج کے درمیان جو جھڑپ ہوئی تھی اس میں فوجی بھی ہلاک ہوئے اور القاعدہ کے ارکان کی جان بھی گئی ان دونوں میں شہید کون ہے؟

ڈاکٹر اسرار: (سوچتے ہوئے توقف کے بعد) اس میں میری اپنی رائے تو القاعدہ کے حق میں ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے گھروں سے نکلے...... کاہے کے لئے نکلے......؟ اسلام کے لئے نکلے۔ ہمارے فوجی تو کرائے پر چل رہے ہیں۔ اس لئے اگر لازمی ہو جائے کہ ان دو میں سے کسی ایک کو شہید قرار دینا ہے تو میرا ووٹ اور ہمدردی القاعدہ والوں کے لئے ہوگی۔

امت: فوجی اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران ہلاک نہیں ہوئے؟

ڈاکٹر اسرار: اب آپ مجھے اس معاملے میں زیادہ گھسیٹنے کی کوشش نہ کریں۔ فوجی فرائض کی ادائیگی اگر ڈاکوؤں کے خلاف کرتے، چوروں کے خلاف کرتے تو درست تھا۔ یہ القاعدہ والے کون لوگ ہیں یہ اگر پاکستان آئے ہیں تو کس لئے آئے ہیں پناہ لینے آئے ہیں ان کو مارنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

امت: حکومت کا کہنا ہے کہ جہاد کا اعلان اگر ریاست کرے تو عوام پر جہاد فرض ہوتا ہے ورنہ نہیں؟

ڈاکٹر اسرار: یہ بات صحیح ہے...... ایک اسلامی یا مسلمان حکومت میں جہاد کا اعلان جب تک حکمران نہ کریں جہاد واجب نہیں ہوتا۔

امت: لیکن اگر حکومت اسلامی نہ ہو تو؟

ڈاکٹر اسرار: اگر نہیں ہے تو جہاد ہونا چاہئے اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے (بلند آواز میں) نہ یہ کہ آپ باہر جاکر شروع کردیں۔ بھئی پہلے اپنے گھر میں جہاد شروع کرکے اسلامی حکومت قائم کریں۔

امت: اس کا مطلب ہے افغانستان میں اگر افغان جہاد کررہے تھے تو جائز تھا؟

ڈاکٹر اسرار: جی ہاں! وہ جائز تھا کیونکہ وہ اپنے دفاع اور آزادی کے لئے تھا؟

امت: جس طرح کشمیری بھی کررہے ہیں؟

ڈاکٹر اسرار: ٹھیک ہے! اگرچہ مجھے اختلاف ہے انہیں سیاسی تحریک چلانی چاہئے تھی کیونکہ انہوں نے جو چھاپہ مار کارروائیاں شروع کررکھی ہیں اس سے نقصان ہوا ہے فائدہ کچھ نہیں ہوا...... اب بھارتی فوجیوں کا ایک ٹرک جارہا ہے اور آپ نے ایک گرینیڈ پھینک دیا...... آٹھ دس فوجی مرگئے...... وہ حملہ آور کو ڈھونڈیں گے کہ نہیں؟...... کہ پھینکنے والا کون ہے...... آسمان سے تو یہ آیا نہیں، اب وہ گھروں میں جائیں گے...... تلاشی لیں گے وہاں انہیں حسین لڑکیاں نظر آئیں گی...... انہیں چھوڑ دیں گے وہ؟ لہٰذا میرا موقف ہے کہ چھاپہ مار کارروائیوں کے بجائے آپ سامنے کھڑے ہو کر لڑیں...... جس کا نام جنگ ہے۔ یا دو لاکھ کا جلوس نکل رہا ہو اور اس پر فائرنگ سے دو سو آدمی مرجائیں...... پوری دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا۔ یہ طریقہ بھی درست ہے۔

امت: آخری سوال کا جواب بھی دیتے جائیں خودکش حملے جائز ہیں یا نہیں؟

ڈاکٹر اسرار: (صوفے سے اٹھتے ہوئے) اس کا انتہائی حالات کے اندر جواز کا امکان ہے۔

کوئی کروٹ تک نہیں لیتا کسی بھونچال سے

سید کاشف گیلانی

شہر میں مَیں دربدر پھرتا ہوں کتنے سال سے ۔۔۔ میرے اپنے بے خبر رہتے ہیں میرے حال سے
دال اگر ہو ماش کی تو لطف ہوتا ہے فزوں ۔۔۔ میں سدا خوش ہو کے کھا لیتا ہوں روٹی دال سے
خونِ دل شامل ہے بنیادِ وطن میں جب مرا ۔۔۔ بے خبر میں رہ نہیں سکتا ترے احوال سے
اتنی گہری نیند میں ہیں قوم کے پیر و جواں ۔۔۔ کوئی کروٹ تک نہیں لیتا کسی بھونچال سے
ہم پرندے ہیں وطن اک پیڑ کی مانند ہے ۔۔۔ کوئی زندہ رہ نہیں سکتا بچھڑ کر ڈال سے
عزم پختہ سے ہوا ممکن کہ جو ممکن نہ تھا ۔۔۔ یہ سبق ہم نے لیا ہے یومِ استقلال سے
ہم اگر محفوظ ہیں تو ہم کو لازم شکر ہے ۔۔۔ خوش کبھی ہوتا نہیں اللہ بداعمال سے
کیا عمل سے جانے جاتے ہیں مسلماں دہر میں ۔۔۔ یا انہیں پہچانتے ہیں لوگ خدوخال سے
جب کسی انسان کا زندہ نہ ہو اپنا ضمیر ۔۔۔ ڈھونڈ کر لائے گا کیا مجرم کو وہ پاتال سے
دورِ حاضر میں ہوا ہر چیز پر حاوی معاش ۔۔۔ پوچھتا ہے کون یارو حال بھی کنگال سے
اتنی دوری سے نظر آ سکتا ہے دانہ جنہیں ۔۔۔ وہ پرندے بے خبر رہتے ہیں کیونکر جال سے
عقل جیسی چیز کی کاشف کوئی قیمت نہیں
آج اگر عزت کوئی انساں کی ہے تو مال سے

ظلم رہے اور امن بھی ہو!

شمالی اتحاد کے ہاتھوں طالبان قیدیوں کے قتل عام کی ہوش ربا داستان

(اخذ و ترجمہ: سردار اعوان)

شمالی اتحاد کے تحت شبرغان میں قائم جیل سے گاڑی کے ذریعہ 15 منٹ کے فاصلہ پر دشت لیلیٰ کا صحرا ہے جہاں بھوکے جانوروں نے ریت میں دبائے ہوئے انسانی جسموں کی ہڈیاں باہر نکال پھینکی ہیں۔ ان میں بعض قدرے پرانی ہیں' ان پر گوشت پوست کا کوئی نشان باقی نہیں رہا لیکن بعض ایسی ہیں جنہیں دفن کئے زیادہ عرصہ دکھائی نہیں دیتا۔ لگ بھگ ایک ایکڑ رقبہ میں بلڈوزر سے ایک وسیع اجتماعی قبر بنائی گئی ہے۔ جب وہاں 5 فٹ گہرائی میں تقریباً 6 گز لمبی جگہ کھود کر دیکھا گیا تو اتنی کم جگہ میں ایک ساتھ 15 انسانی مردہ جسم دفن پائے گئے جو سب نسبتاً تازہ حالت میں تھے۔ ان میں سے بعض کے پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ ان کی ہلاکت دم گھٹنے سے ہوئی تھی۔ اس حالیہ انکشاف پر بعض دیگر ذرائع نے کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہیں کیا' مثلاً حقوق انسانی کی افغان تنظیم کے ڈائریکٹر عزیز الرحمن رازق نے بتایا کہ انہیں معلوم تھا کہ ایک ہزار سے زائد کی تعداد میں طالبان اور ان کے حمایتیوں کو کنٹینروں میں بند کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ نیوز ویک نے اپنے طور پر جو معلومات جمع کی ہیں ان کی رو سے بھی یہ تعداد سینکڑوں میں ہے۔

شمالی اتحاد کے ایک اوسط درجہ کے کمانڈر کا کہنا تھا کہ قندوز میں طالبان اور القاعدہ والوں نے ایک معاہدہ کے تحت ہتھیار ڈالے تھے جسے طے کرنے میں تین روز صرف ہوئے تھے اور یہ معاہدہ طے کرانے میں امریکی پوری طرح شامل تھے۔ معاہدہ طے کرنے میں جنرل دوستم اور شمالی اتحاد کے دوسرے کمانڈروں نے بظاہر بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا' مثلاً یہ کہ افغان مجاہدین کو واپس اپنے گھروں میں لوٹنے کی اجازت دے دی جائے گی' امریکیوں کے اطمینان کے بعد پاکستانیوں کو بھی واپس پاکستان بھیج دیا جائے گا جبکہ عرب اور دیگر غیر ملکی افراد کو اقوامِ متحدہ یا دوسرے کسی بین الاقوامی ادارے کے سپرد کیا جائے گا۔ طالبان جنرل دوستم کے بارے میں خاصے پُراُمید تھے کہ وہ ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرے گا۔ معاہدہ کی رو سے اتوار 25 نومبر کو ہتھیار ڈالنا شروع ہونے تھے تاکہ طالبان اپنے آدمیوں کو آگاہ کر سکیں۔ اس دوران 400 مجاہدین الگ ہو کر مغرب کی طرف بھاگ گئے مگر ان کی اکثریت بھیڑ بکریوں کی طرح قندوز سے نکل کر اپنے آپ کو شمالی اتحاد والوں کے حوالہ کرتی رہی۔ قندوز سے کوئی 5 میل مغرب میں ایک صحرائی مقام پر یرگنک (Yarganak) پر ہتھیار ڈالے جانے تھے' جہاں اس مقصد کے لئے چار چیک پوائنٹ قائم کئے گئے تھے۔ طالبان اور ان کے غیر ملکی ساتھی جونہی شہر سے باہر نکلتے' شمالی اتحاد والے ان کی گاڑیاں قبضہ میں لے لیتے۔ مختلف چیک پوائنٹس پر انہیں غیر مسلح کرنے اور گاڑیوں میں بھر کر لے جانے کا بندوبست کیا گیا تھا' مگر شہر خالی کر کے آنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ انتظامات ناکافی ثابت ہوئے اور انہیں صحرا میں تین چار روز اپنی باری کا انتظار کرنا پڑا۔

اس ساری کارروائی کے دوران جنرل دوستم اور شمالی اتحاد کے ایک دوسرے کمانڈر عطا محمد یرگنک میں موجود رہے۔ ان کے ساتھ امریکی فوجی دستے تھے جو اپنی گاڑیوں پر علاقہ کے گرد چکر لگاتے رہے۔ ایسی ایک گاڑی پر دوستم کو فاتح کی حیثیت سے بٹھا کر اس کی فلم بنائی گئی۔ قیدیوں کے لئے راشن پانی زیادہ تر امریکیوں نے فراہم کیا تاہم ان کی موجودگی کا اصل مقصد امریکی طاقت کا مظاہرہ اور دہشت پیدا کرنا تھا جس کے لئے امریکی بمبار طیارے ہمہ وقت سروں پر منڈلاتے رہے۔

ایک طرف یہ کارروائی جاری تھی' دوسری طرف دوستم کے سپاہی قلعہ جنگی میں ہتھیار ڈالنے والے مجاہدین کی ہلاکت کا سامان فراہم کرنے میں مصروف تھے۔ اس مقصد کے لئے کنٹینر ٹرک حاصل کئے گئے تھے جنہیں موت کی مشین کے طور پر استعمال کیا گیا۔ قلعہ جنگی شبرغان اور مزار شریف کو ملانے والی سڑک پر واقع ہے۔ یہ سڑک دراصل قلعہ جنگی کے وسط سے گزرتی ہے' یعنی سڑک ایک گیٹ سے قلعہ کے اندر داخل ہوتی ہے اور دوسرے سے نکلتی ہے۔ چنانچہ یرگنک سے افغان' پاکستانی' عرب اور چیچن قیدیوں کا قافلہ قلعہ جنگی پہنچتا اور دوستم کے سپاہی انہیں وہاں کھڑے کنٹینروں میں بند کر دیتے۔ اگرچہ نومبر میں وہاں شدید گرمی کا موسم نہیں تھا لیکن کنٹینروں کے اندر گنجائش سے کہیں زیادہ ٹھونسے گئے قیدی چند گھنٹوں کے اندر اندر پیاس اور دم گھٹنے سے بلبلانے لگتے اور کچھ دیر بعد دم توڑ جاتے۔ اس دوران اگر کوئی ڈرائیور ترس کھا کر کنٹینر میں سوراخ کرنے یا پانی کے قطرے اندر ٹپکانے کی کوشش کرتا تو دوستم کے سپاہی اسے مار پیٹ کر الگ کر دیتے۔

(شبرغان جیل میں بعض زندہ بچ رہنے والے قیدی ان ہلاکتوں کے جو روح فرسا اور دل دہلا دینے والے واقعات بیان کرتے ہیں ان کا یہاں نہ دہرانا ہی بہتر ہے۔ انسان کے انسان ہونے پر شک ہونے لگتا ہے۔ ایک طرف انسانیت کی تذلیل اس انتہا پر ہے' دوسری طرف دوستم جیسے ہلاکوؤں اور چنگیزوں کی عیاشیاں اور ٹھاٹ باٹ دیکھیں تو عقل جواب دے جاتی ہے۔ مترجم)

ایک ڈرائیور نے بتایا کہ 29 نومبر کو 11 بجے 13 کنٹینروں کا ایک قافلہ قلعہ جنگی سے روانہ ہوا۔ شبرغان جیل پہنچ کر پہلے کنٹینر کا دروازہ کھلا۔ کم و بیش 200 قیدیوں میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا تھا۔ 30 نومبر اور یکم دسمبر کو 7 کنٹینروں کا دوسرا اور تیسرا قافلہ شبرغان جیل پہنچا جن میں اکثریت مردہ لوگوں کی تھی۔ دوستم کے ترجمان کا کہنا ہے کہ کیا ہوا! انہیں کسی نے قتل نہیں کیا' خود دم گھٹ کر مرے ہیں۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ ہمارا اس وحشیانہ کارروائی سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر کیسے؟ شمالی اتحاد کو آگے لانے والے امریکی تھے' قندوز کے مذاکرات اور یرگنک میں طالبان سے ہتھیار ڈلوانے میں وہ پیش پیش تھے' جب مردہ لوگوں سے بھرے ہوئے کنٹینر شبرغان لائے جا رہے تھے تو امریکی فوجی اس علاقہ میں موجود تھے۔ امریکیوں کا طالبان اور القاعدہ قیدیوں کے ساتھ ہمدردی نہ ہونا اپنی جگہ' مگر اس سے جنگ کے قوانین نہیں بدل جاتے۔

(''نیوز ویک'' 26 اگست 2002ء سے ماخوذ)

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تالیف

ابتداء و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور ارتقاء کے مراحل

☆ حیاتِ ارضی کا ارتقاء ☆ تکمیل تخلیق آدم

☆ عطاءِ خلعت خلافت ☆ رحم مادر میں تخلیق آدم کے مراحل کا اعادہ

جیسے بہت سے اہم موضوعات پر قرآن و سنت کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ڈارون تھیوری کے باعث ذہنوں میں اٹھنے والے بہت سے سوالوں کے تسلی بخش جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قیمت: ۲۴ روپے ☆ عمدہ طباعت ☆ صفحات: ۲۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

خاتمہ سود کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کا خلاصہ (۱)

سود کی متبادل چند دیگر صورتیں

سود کے متبادل کے طور پر نفع و نقصان میں شراکت (Partnership) کے علاوہ کونسل نے اپنی رپورٹ میں چند دوسری صورتیں بھی تجویز کی ہیں جن میں سے بیع موجل (Deferred sale) اور ملکیتی کرایہ داری (Hire Purchase) زیادہ معروف ہیں۔

بیع موجل

بیع موجل کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ یہ خرید و فروخت کا ایسا معاملہ ہے جس میں شے متعلقہ کی قیمت فوری طور پر ادا کرنے کے بجائے کچھ عرصہ بعد یک مشت یا قسطوں کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ صنعتی اور زرعی شعبوں کے علاوہ اندرونی اور بیرونی تجارت میں سرمائے کی فوری ضروریات کی تکمیل کے لئے بڑا مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بوری کھاد کی قیمت بینک کے لئے پچاس روپے ہے لیکن بینک یہ کھاد سرمائے کے ضرورت مند کسانوں کو اپنے ایجنٹ کی معرفت 55 روپے فی بوری کے حساب سے فروخت کرے گا اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کی قیمت ایک مقررہ مدت کے بعد ادا کریں گے' جبکہ بینک اپنے ایجنٹ کو پچاس روپے فی بوری کے حساب سے قیمت اس وقت یا اس سے پہلے ادا کردے گا جبکہ ایجنٹ' بینک کے حسب ہدایت مال کسانوں کو مہیا کر دے گا۔ جہاں تک اندرونی اور بیرونی تجارت کا تعلق ہے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل طریق کار اپنایا جاسکتا ہے۔

کوئی تجارتی ادارہ' کسی ملکی دکاندار یا صنعت کار سے اپنی مطلوبہ چیز خریدنے یا باہر سے درآمد کرنے کے لئے بینک سے قرض طلب کرتا ہے لیکن بینک اس کے درآمدی بل کی ادائیگی کرنے یا اسے رقم قرض دینے کے بجائے مذکورہ ادارے کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت اس کی مطلوبہ چیز اپنے حساب میں خود خریدتا ہے یا درآمد کرتا ہے اور پہلے سے طے شدہ قیمت پر' جس میں اس شعبے کے حقیقی اخراجات کے علاوہ بینک کا جائز منافع بھی شامل ہے ادارہ مذکورہ کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے اور ادارہ اس شے کی قیمت بعد میں ایک مقررہ وقت پر بینک کو ادا کرتا ہے۔

اگرچہ یہ طریقہ اسلامی شریعت کے مطابق ہے لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ خرید کردہ شے متعلقہ ادارے کے حوالے کئے جانے سے پہلے بینک کے قبضہ میں آجائے تاہم اس شرط کی تکمیل کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ بینک نے جس ادارے سے مال خریدا ہے وہ اس مال کو بینک کے نام پر علیحدہ کردے اور پھر اس شخص کو دے دے جسے بینک نے اس سلسلے میں مجاز و مختار قرار دیا ہو اور اس میں وہ شخص بھی شامل ہے جس کے لئے مال خریدا گیا ہے۔

اس طریق کار کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ نسبتاً آسان ہے اور کسی نقصان میں شرکت کا خطرہ مول لئے بغیر بینک کے مناسب منافع کی ضمانت مہیا کرتا ہے' سوائے اس کے کہ مال خریدنے والا دیوالیہ ہوجائے یا رقم کی ادائیگی میں ناکام رہے۔ اگرچہ اسلامی شریعت کے مطابق سرمایہ کاری کے اس طریقے کا جواز موجود ہے تاہم بلا امتیاز اسے ہر جگہ کام میں لانا دانشمندی سے بعید ہوگا کیونکہ اس کے بے جا استعمال سے خطرہ ہے کہ سودی لین دین کے از سر نو رواج کے لئے چور دروازہ کھل جائے گا۔ لہٰذا ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں کہ یہ طریقہ صرف ان صورتوں میں

جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

استعمال ہو جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ اشیاء کی قیمت خرید پر بینک کے منافع کی شرح کا تعین بڑی احتیاط کے ساتھ کیا جانا چاہئے اور سختی کے ساتھ اس کی نگرانی ہونی چاہئے تاکہ من مانی کارروائیوں اور ایک نئی صورت میں سودی لین دین کے دوبارہ آغاز کے امکان کا سد باب ہو سکے۔ لہٰذا اسٹیٹ بینک کی جانب سے ایسے ذیلی شعبوں اور اشیاء کی تخصیص و تعیین کی جانی چاہئے جن کو ''بیع موجل'' کی صورت میں سرمایہ فراہم کرنے کی اجازت ہو اور وقتاً فوقتاً اس فہرست پر نظر ثانی بھی ہوتی رہنی چاہئے۔

سٹیٹ بینک عمومی حیثیت سے تمام شعبوں کے لئے یکساں یا ہر ذیلی شعبے اور شے کے لئے علیحدہ علیحدہ بینک کے منافع کی زیادہ سے زیادہ حد کا تعین کرسکتا ہے اور ایسی دوسری پابندیاں عائد کرسکتا ہے جو بدعنوانیوں کی روک تھام کے لئے ضروری محسوس ہوں۔

پٹہ داری (Leasing)

طویل المیعاد مال کاری کے لئے پٹہ داری ایک نیا طریقہ ہے جو صنعتی ممالک میں روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ پٹہ داری دو طرح کی ہوتی ہے: (الف) ادائیگی پٹہ داری (ب) استعمالی پٹہ داری۔

ادائیگی پٹہ داری میں پٹہ دینے والا کرایہ دار کو اس کی ضرورت کا اثاثہ خرید کر کرایہ پر دینے کا معاہدہ کرتا ہے۔ ملکیت اثاثہ دلانے والے کی رہتی ہے لیکن اس پر قبضہ لینے والا کا ہوتا ہے اور وہی اسے استعمال بھی کرتا ہے۔ لینے والا پابندی سے اس اثاثے کا کرایہ ادا کرتا رہتا ہے۔ قانوناً تو اس کا مالک دینے والا ہوتا ہے لیکن اس کے استعمال کے سارے حقوق پٹہ دار کو حاصل ہوتے ہیں اور اس کی دیکھ بھال' مرمت' خدمت اور بیمہ سب پٹہ دار کے ذمہ ہوتی ہے۔ کرایہ اس انداز سے مقرر کیا جاتا ہے کہ پٹہ دینے والا پٹہ کی اصل مدت میں ہی اثاثے کی قیمت مع کچھ نفع کے وصول کرلے اور یہ اصلی مدت اتنی ہوتی ہے جتنی کہ اثاثے کی بھرپور عمر۔ پٹہ دار کو یہ حق بھی ہوتا ہے کہ وہ اثاثے کو ذیلی مدت کے لئے پٹہ پر لے لے اس ذیلی مدت میں برائے نام کرایہ لیا جاتا ہے۔ عموماً پٹے کی کل مدت پانچ سال سے پندرہ سال تک ہوتی ہے کیونکہ یہ اثاثہ (بالعموم) اتنے ہی دن تک کارآمد ہوتا ہے۔

استعمالی پٹہ داری میں اثاثے کو مختصر مدت کے لئے کرایہ پر چلایا جاتا ہے۔ کرایہ سے ساری لاگت وصول نہیں ہوتی اس لئے اسے غیر ادائیگی پٹہ داری بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ بعد میں کسی وقت یا تو سامان بیچ دیا جاتا ہے یا پھر یکے بعد دیگرے دوسرے لوگوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے اور اس طرح اس کی باقی قیمت نکال لی جاتی ہے۔ استعمالی پٹہ داری خاص خاص چیزوں تک محدود ہے جیسے کمپیوٹر' موٹر کار' فوٹو اسٹیٹ مشین وغیرہ۔

پاکستان میں بینک درمیانی اور طویل مدت کے لئے رقوم پٹہ داری کے اصول پر خود بھی فراہم کرسکتے ہیں اور اپنے پٹہ پر دینے والے ذیلی اداروں کی معرفت بھی۔ اس طریقہ کار میں نقصان کا اندیشہ کم ہے اور پٹہ کے حساب کتاب کی دیکھ بھال کے جھمیلے میں پڑے بغیر نئے نظام میں بینک کے لئے معقول معاوضہ بھی یقینی ہے۔ تاہم فی الوقت مروجہ طریقے کے برعکس انشورنس کا خرچ مالک کو برداشت کرنا پڑے گا تاکہ اس طریقے کو شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ بنایا جاسکے۔ (جاری ہے)

جذب دروں' شوق زیارت اور عقیدت و محبت سے معمور زیارت حرمین شریفین کی روداد

شوقِ حرم

از قلم: عتیق الرحمٰن گیلانی (ہری پور)

تقدیم: حافظ محمد ادریس (امیر جماعت اسلامی پنجاب)

زائرین حرمین شریفین کے لئے ایک رہنما کتاب

دیدہ زیب ٹائٹل' سفید کاغذ' عمدہ طباعت

صفحات: 100 قیمت: 45 روپے

شائع کردہ: **نور اسلام اکیڈمی**

پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 58847898

قصہ منفی اور مثبت جذبہ کا

جب منفی بار اور مثبت بار کی حامل تاریں ملتی ہیں تو بجلی پیدا ہوتی ہے۔ بجلی حرارت حاصل کرنے کا بہت اہم ذریعہ ہے اور اپنے جذبوں میں حرارت پیدا کئے بغیر کسی تحریک کے کارکنان متحرک ہو ہی نہیں سکتے۔ لیکن ہمارے ہاں دیکھا یہ گیا ہے کہ عوامی پذیرائی عموماً ان تحریکوں کو ملتی ہے جو کسی منفی نعرے کی بنیاد پر کام کرتی ہیں۔ اس دور میں اس کی واضح مثال "کافر کافر' فلاں کافر" کا نعرہ ہے۔ کچھ تحریکوں کی بنیاد تو اگرچہ مثبت جذبوں پر ہوتی ہے لیکن وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے منفی نعرے استعمال کرتی ہیں۔ "فلاں مقام کو دوبئی سمجھنے والو! واپس جاؤ" یا "اے فلاں ہم تمہاری موت ہیں" وغیرہ وغیرہ کے نعرے اپنے حقوق کے حصول کے لئے لگائے گئے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کچھ تحریکوں نے مثبت بنیادوں پر کام کر کے بھی عوامی پذیرائی حاصل کی ہے۔ تبلیغی جماعتیں، جہادی تنظیمیں اور ایک آدھ احیائی تحریکیں اس کی مثالیں ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مسئلہ منفی یا مثبت جذبے کا نہیں بلکہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ وہ جو امیر محترم اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ ایک دم سے بھڑک کر جل جانا بہت آسان ہے لیکن مستقل طور پر جلتے رہنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منفی بنیادوں پر کام کرنے والوں میں تحرک زیادہ نظر آتا ہے جبکہ اس کے برعکس مثبت بنیادوں پر کام کرنے والے کچھوے کی چال چلتے نظر آتے ہیں۔ اصل مسئلہ کامیابی کے حصول کا ہے۔ جب کامیابی کا مطلب صرف دنیوی کامیابی بن جائے تو ہر ایک کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہدف تک جلد از جلد پہنچا جائے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نصب العین اور ذرائع نصب العین میں فرق کرنا سیکھ لیں۔

ہمارا نصب العین کیا ہے؟ سب یہی کہیں گے کہ ہمارا نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ تو پھر یہ اقامت دین یا بالفاظ دیگر اسلامی انقلاب کیا ہے؟ یہ اس نصب العین تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ نصب العین تو نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے اور ذریعہ ہی کو نصب العین کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ نصب العین اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے تو اس حوالے سے ہم اپنی جدوجہد کے نتائج کو تو اس دنیا میں تول ہی نہیں سکتے۔ یہ معاملہ تو یوم التغابن میں کھلے گا کہ ہمیں اپنے نصب العین کے حصول میں کامیابی حاصل ہوئی یا نہیں۔ اگر یہ حقیقت ذہن میں مستحضر رہے تو پھر پریشانی کی کوئی بات سرے سے ہے ہی نہیں اپنا کام کئے چلے جائیں اور نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ **من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ**۔ لیکن توکل کی منزل کو ہم اس وقت پہنچیں گے جب ہم دستیاب اسباب و وسائل (جن میں تن من دھن سبھی کچھ شامل ہیں) کو پوری طرح استعمال میں لانے کی تگ و دو کر چکیں گے۔ یہ تو ہوا معاملہ کا ایک رخ۔ اب دوسرے رخ کو بھی دیکھئے۔ ہم نے اگر ذریعہ یعنی اسلامی انقلاب ہی کو نصب العین سمجھ لیا تو ہماری ساری توجہ اسلامی انقلاب برپا کرنے پر مرتکز ہو جائے گی۔ اس کے دو نتائج ممکن ہیں۔

محمد سمیع' کراچی

پہلی بات یہ کہ اگر سیدھی انگلی سے گھی نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کی جائے گی۔ اور ایسا ہو رہا ہے۔ جن کو یہ خبط سوار ہو گیا ہے کہ ہم ہی اسلامی انقلاب لائیں گے اور لازماً لائیں گے انہوں نے جب یہ محسوس کیا کہ انقلابی طریقہء کار کے ذریعے یہ ہدف حاصل نہیں ہو رہا ہے تو دوسرے راستے اختیار کر لئے۔ جس راستے کو بھی انہوں نے اختیار کیا' انہیں اس کے چلن کو اختیار کرنا پڑا۔ حکمت عملی کے نام پر اصولوں کی قربانیاں دی گئیں۔ معاملہ پھر بھی "ہنوز دلی دور است" والا ہی رہا' بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر" راہی پشت بمنزل" تک پہنچ گیا۔ اس کے نتائج بڑے خطرناک برآمد ہو رہے ہیں۔ ایسی تحریکوں کے کارکنوں کو جب صاف یہ نظر آنے لگا کہ ہم جس وادی میں سرگرداں ہیں وہاں ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوگا تو ان میں سے کچھ نے کہا کہ چھوڑو ان چکروں کو۔ اسلامی انقلاب برپا ہوتا تو نظر نہیں آتا، ہم کیوں اپنا خون جلائیں۔ ع "اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا"۔ لہٰذا دنیا کے دیگر غموں نے انہیں اچک لیا۔ کوئی سیاسی جماعت میں شامل ہو گیا' کسی نے صحافت کی وادی میں قدم رکھ دیا تو کوئی تصنیف و تالیف میں لگ گیا۔ کچھ لوگ مشن میں شامل تو ہیں لیکن لاتعلقی کی کیفیت کے ساتھ۔ البتہ جو اس خود فریبی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ صحیح ڈگر پر قائم ہیں، وہ چلتے رہتے ہیں، منزل چاہے ملے یا نہ ملے۔ انہیں ان کی خود فریبی مشن سے چمٹائے رکھتی ہے۔ ان کا حال (مرزا غالب سے معذرت کے ساتھ) اس شعر کے مصداق ہوتا ہے کہ۔

"اب تو نعروں پہ دن گزرتے ہیں"
عاقبت کی خبر خدا جانے

سوال یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے! اقامت دین کے فرض عین پر یقین (Conviction) حاصل کرنا' مشن کے ساتھ اپنی وابستگی کو معاشیات کی اصطلاح میں Optimum level تک پہنچانا' اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے مشن کے کسی عمل میں تفریق کئے بغیر، خواہ وہ دعوت و تبلیغ ہو یا عوامی مظاہرہ، فرض سمجھ کر ادا کرنا اور یہ امید رکھنا کہ دنیا میں منزل ملے نہ ملے، آخرت کی کامیابی تو یقینی ہے۔ یاد رکھئے کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جیسا گمان بندہ اس کے ساتھ رکھتا ہے۔

سم ظریفی — مرسلہ: جاوید خان

حرمت سود کے خلاف عدالتی فیصلہ' جس کا کھایئے اسی کا گایئے

یونائیٹڈ بنک کی طرف سے نظر ثانی کی اپیل کا فیصلہ آ چکا ہے۔ اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ منسوخ کر کے اس کی از سر نو سماعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس تاریخ سوز فیصلے کی کئی اور وجوہات کے علاوہ ایک وجہ ہماری وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بنک میں ان افراد کی موجودگی ہے جن کا سارا کیریئر ایسے اداروں میں گزرتا ہے جہاں سود کے بغیر معیشت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان کی ساری تربیت سودی نظام کی مرہون منت ہے۔ لہٰذا وہ نظریاتی طور پر بھی اسی زلف کے اسیر ہیں اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ اسی زلف گرہ گیر کے اسیر بنے رہنے کی کچھ مادی وجوہات بھی ہوں۔ ذیل میں ان چند افراد اور ان کے اداروں کی فہرست پیش کی جا رہی ہے جن سے وہ وابستہ رہے ہیں۔

1۔ جناب شوکت عزیز' وفاقی وزیر خزانہ (سٹی بنک' امریکہ)
2۔ ڈاکٹر عشرت حسین' گورنر اسٹیٹ بنک (ورلڈ بنک)
3۔ اشرف جنجوعہ' چیف اکنامسٹ (آئی ایم ایف)
4۔ طارق حسن' مشیر وزارت خزانہ (ورلڈ بنک)
5۔ خالد سراج' سینئر مشیر اسٹیٹ بنک (ورلڈ بنک)
6۔ خالد مرزا' چیئرمین سیکورٹی اینڈ ایکس چینج کمیشن آف پاکستان (ورلڈ بنک)
7۔ توفیق حسین' ڈپٹی گورنر اسٹیٹ بنک آف پاکستان (امریکن ایکسپریس بنک)
8۔ ڈاکٹر شکیل فاروقی' مشیر اسٹیٹ بنک (ورلڈ بنک)
9۔ ناہید کرمانی' ڈائریکٹر جنرل بینکنگ (ورلڈ بنک)

(بشکریہ: ہفت روزہ تکبیر)

تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کے زیراہتمام خواتین کا دعوتی وتربیتی پروگرام

یہ پروگرام 22 اگست کو لاہور (وسطی) کے دفتر واقع اردو بازار میں منعقد ہوا۔ لاہور (وسطی) کی ناظمہ محترمہ صائمہ عمران نے افتتاحیہ کلمات میں یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کے بیان میں حصہ ڈالو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بھائی کے بیان میں حصہ ڈالنے کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خاموشی اختیار کرنا اپنے بھائی کے بیان میں حصہ ڈالنا ہے۔ اس کے علاوہ ستر وحجاب کے بارے میں بھی بہت ہی اچھے انداز میں سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ اس کے بعد محترمہ رقیہ تبسم نے تلاوت قرآن پاک کی جبکہ محترمہ ذکیہ تبسم نے نعت پیش کی۔ محترمہ فریحہ سجاد نے ''ایمان اور عمل صالح'' کے موضوع پر اور محترمہ کاشفہ عظیم نے ''اسلام میں عورت کا مقام'' پر گفتگو کی۔ آخر میں حلقہ لاہور کی ناظمہ تربیت محترمہ امت المغنی نے سورۃ العصر کی روشنی میں چاروں لوازمات کا باہمی ربط بیان کیا' خصوصاً عمل صالح پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے قرآن کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور یہود وہنود کی رسمیں اپنا رکھی ہیں اسی لئے آج ہم ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ جناب نوید اقبال کی والدہ محترمہ نے ضعیف العمری کے باوجود اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اجتماع کے لئے جگہ بھی دی۔ خواتین نے نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پروگرام سے خوب استفادہ کیا۔

مجموعی طور پر اس پروگرام میں 19 رفیقات اور 50 خواتین نے شرکت کی۔ اس کا دورانیہ 3 گھنٹے سے زیادہ رہا۔

(رپورٹ: شگفتہ مجیب)

اسرہ چشتیاں کے تحت شب بسری کا پروگرام

اس دفعہ شب بسری کا پروگرام چک 15/G میں رکھا گیا۔ نماز عصر کے بعد ساتھی دو گروپوں میں تقسیم ہو کر گاؤں کے لوگوں کو بعد نماز مغرب ہونے والے درس قرآن کی دعوت دینے گئے۔ مغرب کی نماز پر مسجد میں کافی رونق نظر آ رہی تھی۔ جماعت سے فارغ ہو کر درس قرآن کا اعلان کیا گیا' جس کے باعث تقریباً 90 فیصد لوگ درس سننے کے لئے بیٹھ گئے۔ افراد کی تعداد تقریباً 70 تھی۔ جناب محمد امین نوشاہی نے ''قرآن کی عظمت'' کے موضوع پر درس دیتے ہوئے اس بات کو تاکیدی انداز میں بیان کیا کہ جب تک ہم قرآن پاک کو سمجھ کر نہیں پڑھیں گے ہماری زندگیوں میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ انہوں نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا' جس کو لوگوں نے پوری توجہ سے سنا۔ عشاء کی نماز کے بعد جناب امجد علی نے درس حدیث دیا' جس کا موضوع ''زبان کے گناہ'' تھا۔ اس درس میں تقریباً 40 افراد حاضر تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر دعائے قنوت دہرائی گئی۔ شب بسری میں شامل 11 افراد نے رات مسجد میں بسر کی۔ صبح ساڑھے چار بجے سارے ساتھی جاگ گئے اور نماز تہجد ادا کرنے کے بعد سونے اور جاگنے کی دعائیں یاد کی گئیں۔ فجر کی نماز کے بعد جناب امین نوشاہی نے درس قرآن دیا' جس کا عنوان ''توبہ اور پاکیزگی'' تھا۔ انہوں نے توبہ کا مفہوم بڑے ہی جامع الفاظ میں بیان کیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں توبہ کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے کی طرف لوٹ آنا چاہئے۔ اصل پاکیزگی سوچ کی پاکیزگی ہے اور جب تک ہم گانوں' فلموں اور ڈراموں کو گناہ سمجھ کر انہیں دیکھنے سے باز نہیں آ جاتے' ہماری سوچ پاک اور صاف نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ہمارے لئے توبہ کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ اپنی سوچ کو پاکیزہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کر لینے میں ہی ہماری دنیوی اور اُخروی بھلائی ہے۔

اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ (رپورٹ: حسن محمود)

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد (شمالی) کے زیراہتمام ماہانہ دعوتی وتربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد (شمالی) کے زیر انتظام بالائی علاقہ جات کے رفقاء واحباب کے لئے تربیتی و دعوتی ماہانہ شب بسری مرکز تنظیم اسلامی' مالاکنڈ (ڈبر) تیمرگرہ میں 7 اگست کو منعقد ہوئی۔ نماز عصر کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت جناب مولانا غلام اللہ حقانی نے ''اقامت دین کی راہ میں مشکلات'' کے عنوان سے مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ صبر' قناعت اور توکل علی اللہ کی دولت سے مالا مال ہو کر ہم ان مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ عالم اسلام کے خلاف امریکہ کی طرف سے کئے جانے والے اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کے پیچھے یہودی سازشی ذہن کارفرما ہے۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا معاملہ یہود کے آلہ کار کے سوا کچھ نہیں۔ مغرب کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت جناب قاضی فضل حکیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسان کا قرآن مجید کی ہدایت سے محروم ہونے کا سب سے بڑا سبب ایمان بالآخرۃ سے دوری اور اعراض ہے۔ ''ایمانیات ثلاثہ'' میں ایمان بالآخرۃ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عملی اعتبار سے انسان کی سیرت وکردار پر سب سے زیادہ ایمان بالآخرۃ ہی اثر انداز ہوتا ہے۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس ہو گا تو انسان کا رویہ درست ہو گا اور زندگی لازماً نیکیوں کی طرف رغبت اور برائیوں سے نفرت کے ساتھ گزرے گی۔ انکار آخرت کی مختلف صورتیں قرآن کریم کے حوالے سے تفصیلاً بیان کی گئیں۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد جناب محمد فہیم خان نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کا درس دیتے ہوئے ''امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل'' کی وضاحت کی۔ ناشتے کے وقفے کے بعد بالائی علاقہ جات کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ دعائیہ کلمات پر پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: شوکت اللہ شاکر)

قصور میں سہ روزہ پروگرام

مورخہ 2 اگست بروز جمعہ 5 بجے شام حلقہ لاہور کے پانچ رفقاء محترم جناب اشرف وصی صاحب کی قیادت میں قصور روانہ ہوئے۔ مغرب سے ایک گھنٹہ قبل یہ قافلہ اپنی منزل مقصود (مسجد انوار التوحید) پہنچ گیا۔ بعد از نماز عشاء اشرف وصی صاحب نے تمام رفقاء کے درمیان ''صرف تنظیم اسلامی ہی کیوں؟'' کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔

مورخہ 3 اگست کو لاہور سے جناب شیخ نفیس صاحب قصور (اپنے آبائی شہر) تشریف لائے تاکہ کسی مسجد میں درس کا اہتمام کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں شیخ نفیس صاحب اور اشرف وصی صاحب مساجد کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں جناب عبداللہ واحد صاحب نے رفقاء کے درمیان ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے موضوع پر مذاکرہ کروایا۔ بعد نماز عصر اشرف وصی صاحب نے احباب کی موجودگی میں ایک مذاکرہ کروایا جس کا مقصد احباب کو تنظیم کی دعوت دینا تھا۔ مغرب کے بعد دو مساجد میں درس کا پروگرام ہوا۔ جناب اشرف وصی صاحب نے مسجد اندرون گیٹ کوٹ رکن الدین میں ''عبادت رب اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر خطاب فرمایا جس میں تقریباً پچیس افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ عبداللہ واحد صاحب نے مسجد انوار التوحید میں ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

4 اگست بروز اتوار ناشتہ سے فارغ ہو کر اشرف وصی صاحب نے ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا جس کا موضوع ''منہج انقلاب نبوی'' تھا۔ بعد نماز ظہر قصور کے علاقہ پیارا لال کے مدرسہ علی المرتضیٰ میں راقم نے طالب علموں اور نمازی حضرات کے سامنے ''عبادت اور عادات میں فرق'' کی وضاحت کی۔ اس پروگرام پر سہ روزہ کا اختتام ہوا۔

یہ سہ روزہ دعوتی سے زیادہ تربیتی پروگراموں پر مشتمل تھا جس سے رفقاء نے خوب استفادہ کیا۔ (عمار عبدالخالق)

انتقال پُر ملال

ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم اور انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے لائبریرین جناب عبدالسلام کی اہلیہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ قارئین سے مرحومہ کے لئے مغفرت اور پس ماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔

☆☆☆

رفیق تنظیم فصیح الرحمن کی والدہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رفقاء واحباب سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اسرہ ماڈل ٹاؤن' ہمک' اسلام آباد کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

26 جولائی کو بعد نماز مغرب حلقہ پنجاب (شمالی) کے اسرہ ماڈل ٹاؤن ہمک کے زیر اہتمام ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب نصیر الدین احمد نے انجام دیئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد نقیب اسرہ نے ''محدود تصور دین'' اور ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمانوں کی اکثریت صرف ارکان اسلام ہی کو دین سمجھتی ہے حالانکہ حدیث سے ثابت ہے کہ یہ تمام ارکان اسلام کی بنیادیں ہیں جو دین کی عمارت کو مضبوطی عطا کرتی ہیں۔ وہ عمارت جس کی تعمیر ان بنیادوں پر کرنی ہے' اسے ہم تین منزلہ بلڈنگ سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اس بلڈنگ کی پہلی منزل پر فائز ہونے کے لئے تقاضا یہ ہے کہ خود اللہ کے بندے بنو یعنی اپنی ذات پر دین کو نافذ کرو۔ دوسری منزل پر فائز ہونے کے لئے تقاضا یہ ہے کہ دین کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ اس مرحلے کے لئے قرآن کی مدد سے باطل نظاموں اور نظریات کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ بلڈنگ کی تیسری منزل پر فائز ہونے کے لئے دین کو قائم اور نافذ کرنا ضروری ہے۔ ان تینوں منزلوں کو سر کرنے کے لئے تین مختلف لوازم درکار ہیں جو کہ جہاد' جماعت اور بیعت ہیں۔

اس کے بعد حلقہ پنجاب (شمالی) کے امیر نے بڑے سادہ انداز میں فرائض دینی کے جامع تصور کی وضاحت کی۔ انہوں نے ایک حدیث پیش کی کہ ''ہر نبی کے کچھ حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو نبی کے بعد اس کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑتے تھے۔ پھر کچھ ناخلف جانشین پیدا ہو جاتے۔ جن باتوں کا ان کو حکم دیا جاتا تھا' ان سے وہ گریزاں رہتے جبکہ جن امور سے انہیں روکا جاتا' انہیں وہ اختیار کرتے۔ ایسے لوگوں کے خلاف جو لوگ اپنے ہاتھ سے جہاد کریں گے وہ مومن ہوں گے جو زبان سے جہاد کریں گے وہ مومن ہوں گے اور جو دل میں برا جانیں گے وہ مومن ہوں گے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔'' اس حدیث کے تناظر میں ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے گردوپیش میں جو واقعات پیش آتے ہیں' ان پر ہمارے دل کی کیفیات کیا ہوتی ہیں۔ کیا خلاف اسلام واقعات پر افسردگی یا احتجاج کا مادہ پیدا ہوتا ہے؟ کیا ایمان و اسلام کی مضبوطی اور ترقی پر دل میں خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اقامت دین کے لئے کچھ جذبات امڈ آتے ہیں؟ یہ ہے وہ سوال جس کی روشنی میں ہم سب کو اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہئے۔ اس حوالے سے تازہ ترین واقعہ یہ ہے کہ جب غیر سودی نظام کی تنفیذ کی پیش رفت کو یکدم روک دیا گیا تو کیا اس سے ہم کسی صدمے سے دوچار ہوئے! کیا ہم نے کوئی احتجاج کیا؟ اس بات پر غور کریں کیونکہ یہ ہماری اخروی زندگی کی کامیابی یا ناکامی کا معاملہ ہے۔

یہ پروگرام عشاء کی اذان پر اختتام پذیر ہوا۔ تقریباً **65** افراد نے شرکت کی۔ آخر میں سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ (مرتب: محمد ریاض)

یوم آزادی پر حلقہ سندھ (زیریں) کے تحت تعارفی کیمپ

14 اگست پاکستان کا یوم آزادی ہے۔ اس دن ایک جشن طرب برپا رہتا ہے۔ ہم تمام حدود و قیود کو پھلانگ جاتے ہیں۔ اس افسوس ناک صورت حال میں حلقہ سندھ (زیریں) نے یوم آزادی کے موقع پر لوگوں کو ان کی دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لئے ایک کیمپ لگانے کا فیصلہ کیا۔ رفقاء صبح گیارہ بجے سے عید گاہ کیمپ میں جمع ہونا شروع ہوئے۔ پروگرام کا آغاز جناب اعجاز لطیف کے بیان سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ النساء کی آیات کے حوالے سے واضح کیا کہ اللہ کی راہ میں نکلنے والے اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہ جانے والے دونوں برابر نہیں۔ اس کی راہ میں نکلنے والوں کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ بعد ازاں انہوں نے مختلف احادیث کے حوالے سے ان کی فضیلتیں واضح کیں۔ آخر میں انہوں نے دعوتی گشت کے آداب کی جانب رہنمائی کی۔ جناب انجینئر نوید احمد نے دعوتی وفود کی تشکیل کی اور ان کے امراء کو ہینڈ بلز دیئے گئے۔ امیر حلقہ جناب محمد نسیم الدین دیگر ساتھیوں کے ساتھ کیمپ ہی میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران دعوتی گفتگو جاری رہی۔ راقم جناب انجینئر نوید احمد کے ہمراہ اپنے چچازاد بھائی جناب پروفیسر انصار احمد ہاشمی سے ذاتی رابطہ کے لئے نکلا۔ وہ تصوف کے سلسلہ فردوسیہ سے منسلک ہیں۔ ان کے ساتھ تصوف کے حوالے سے گفتگو رہی اور انہوں نے اپنے معمولات بتائے۔ جناب انجینئر نوید احمد نے انہیں اور ان کے دو صاحبزادگان کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ ان کے چھوٹے صاحبزادے ظفیر احمد ہاشمی تنظیم کے ایک غیر فعال رفیق ہیں۔

کھانے اور آرام کے وقفہ کے بعد امراء وفود نے اپنے تاثرات بیان کئے۔ عمومی طور پر لوگوں کی جانب سے خوشگواری کا اظہار کیا گیا۔ گو کہ تقریباً **2000** افراد سے رابطے کئے گئے لیکن صرف **25** احباب پروگرام میں شریک ہوئے۔ ہمارے رفقاء کو ملا کر کل حاضری تقریباً **100** تھی۔ بعد نماز عصر جناب شجاع الدین شیخ نے ''دین اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے؟'' کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے معنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہے۔ اس کا پہلا تقاضا ایمان حقیقی کا حصول ہے۔ دوسرا تقاضا ارکان اسلام کی ادائیگی ہے جسے حدیث مبارکہ میں دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ تیسرا تقاضا بندگی رب ہے' جو زندگی کے ہر لمحے اور ہر مقام پر لازم ہے۔ چوتھا تقاضا دعوت و تبلیغ جبکہ پانچواں تقاضا اقامت دین کی جدوجہد ہے۔ نماز مغرب کے بعد جناب انجینئر نوید احمد نے ''پاکستان میں نفاذ اسلام کی اہمیت اور اس کا طریقہ کار'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کو نافذ کرنے کا مطلب عدل و انصاف کا قیام ہے۔ نماز عشاء سے قبل پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے ثمرات سے مستفید فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: محمد سمیع)

‘Urban Myth’ Hiding in Israel.

Does Attorney General John Ashcroft ignore his oath of office when it comes to apprehending an Israeli citizen strongly suspected of advance knowledge of the 9-11 attacks? Ashcroft religiously refuses to issue an extradition order for apparent Mossad agent Dominik Suter whose behavior suggests his knowledge of 9-11 is more than casual. Ashcroft has dismissed allegations of Israel's spy activities on U.S. soil as an **'urban myth'**.

War Party Widens Mideast Targets

Speculation continues that Egyptian President Hosni Mubarak and King Abdullah of Jordan, who both visited Fahd in Switzerland, went as unofficial U.S. emissaries to lobby for a place coup.

The Israelis are now united with their usual rivals in the oil lobby, since Crown Prince Abdullah has, in addition to being an economic reformist, been active in promoting a Middle East peace settlement.

Rich Lowry, editor of the new-conservative National Review, has called for the break-up of the Saudi Kingdom and for U.S. occupation of oil fields.

Under this scenario, the war party seeks to invade Iraq, and devastate and cripple the Saudi government, with or without their palace coup. With the United State securing the oil supply, the Israeli regime can carry out its expansionist policies.

Hence, this war would be just as the world war were, the targeting of a strawman for other, loftier and more devastating goals. And, once again, America would be aligned with greatest mass murderers of the time.

(American Free Press)
(Aug 12, 2002)

کوئی شخص رات کو بھوکا سوئے‘ کوئی بیٹی بن بیاہی بوڑھی ہو جائے‘ کوئی بچہ چند ٹکے نہ ہونے کے باعث تعلیم حاصل نہ کر سکے تو اس معاشرے پر اللہ کی لعنت کیوں نہ برسے گی۔

معاشرتی فساد کا اصل سبب!!

معروف کالم نگار ارشاد احمد حقانی کے نام تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے امیر مرزا ایوب بیگ کا خط

محترم ارشاد احمد حقانی صاحب

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کالم مورخہ 21 اگست جس میں آپ نے 9 افراد پر مشتمل کنبہ کے سربراہ کا خط شائع کیا تھا جو دردناک بھی تھا اور دل شگاف بھی اس خط کے آخر میں آپ نے قارئین سے سوال کیا تھا کہ مجھے بتائیں میں اس شخص کو کیا حل بتاؤں۔ محترم حقانی صاحب یہ ناچیز بھی آپ کا ایک قاری ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس کنبے جیسے ہزاروں نہیں لاکھوں خاندان اس ملک میں بستے ہیں اور یہ کہنا قطعی طور پر مبالغہ آرائی نہ ہوگا کہ یہ شخص اور اس کا خاندان لاکھوں سے بہتر ہوگا کہ اسے اخبار دیکھنے کی سکت تو حاصل ہے۔ بلاشبہ بنیادی ضروریات کی محرومی بہت بڑی محرومی ہے یہ فکری انتشار کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور قانونی پابندیوں سے بغاوت کی راہ دکھاتی ہے۔ فرمانِ نبویؐ کی ترجمانی ہے کہ فقر انسان کو کفر تک لے جاتا ہے اور حضور ﷺ کا فرمودہ ہر معاملہ میں قولِ فیصل اور حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

محترم حقانی صاحب شاید آپ اس بات کو بے تکی اور بے موقع سمجھیں لیکن آپ کے اس استفسار نے راقم کے ذہن میں اس ملاقات کی یاد تازہ کر دی ہے جو تنظیم اسلامی لاہور کے امیر کی حیثیت سے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے راقم نے آپ سے کی تھی۔ اس ملاقات میں میں جہاں آپ کے خیالات کی یکسوئی سے بہت متاثر ہوا تھا وہاں یہ جان کر شدید دکھ بھی ہوا تھا کہ آپ مغرب کی زبردست عسکری قوت‘ ان کی معاشی ترقی اور اس کے حوالے سے عوام کی سوشل سیکورٹی‘ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہر اس محیر العقول کارنامے اور جمہوری اداروں کے استحکام سے اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ آپ نے یہاں تک کہہ دیا کہ "یہی تو اسلام ہے‘ آپ جس اسلام کی باتیں کرتے ہیں وہ مولویوں کی باتیں ہیں"۔ محترم حقانی صاحب کون دل و دماغ کا اندھا ہوگا جو آج مغرب کی زبردست عسکری قوت کا اعتراف نہیں کرے گا‘ جو سوشل سیکورٹی اور بے روزگاری الاؤنس کے نظام کو خراجِ تحسین پیش نہیں کرے گا‘ جو بعض شرائط کے ساتھ جمہوری اداروں کے استحکام کو قدر اور احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ یہ تو خود مومنین کی وہ متاع تھی جس سے دستبردار ہو کر وہ امت کی بجائے ہجوم کی صورت اختیار کر گئے۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام ایک آنکھ سے کانا ہے۔ اس میں افراط و تفریط ہے اس میں عدم توازن ہے اس میں سیاسی اور معاشی سطح پر مادر پدر آزادی ہے اور سماجی سطح پر یہ اندھا بہرا اور گونگا ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھوں گا۔ سیاسی اور معاشی سطحوں پر مضبوط اور مستحکم اداروں کا قیام قابلِ ستائش ہے لیکن جب پارلیمنٹ اتنی آزاد ہو جائے کہ دو مردوں کی شادی کا قانون پاس کر دے اور جب سرمایہ داری اتنی مقناطیسی قوت حاصل کر لے کہ معاشرہ اس تقسیم کی طرف بڑھ رہا ہو کہ یا ملٹی نیشنل کمپنیاں یا بے روزگاری الاؤنس حاصل کرنے والے تو یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ بالآخر خیر برآمد نہیں ہوگی۔ بے قید سرمایہ داری ایک ایسا مقناطیس ہے جو مطلوب اشیاء کو خود چمٹنے پر مجبور کر دیتا ہے‘ بلکہ اپنے قدموں میں گرا لیتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں یہ سرمایہ دارانہ نظام اپنی پیدائشی خرابیوں کے علاوہ کرپشن‘ بددیانتی اور خیانت کے وصف سے آراستہ ہو کر آیا لہٰذا نتائج بھی سنگین تر نکلے اور اب آیئے اس طرف کہ فرض کریں کہ ہم یورپ کی اندھی تقلید سے ایک آنکھ کھلی رکھنے میں کامیاب ہو جاتے تو سماجی سطح پر نتائج اس سے بھی خوفناک ہوتے جو یورپ آج بھگت رہا ہے۔ حقانی صاحب بھوک افلاس بیماری سے یقیناً ہر مسلمان کو بلکہ ہر انسان کو اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے لیکن اس بارے میں کیا رائے ہے کہ سماجی سطح پر کوئی ایسا معاشرہ قائم ہو جہاں بیوی خاوند کو بتائے کہ وہ رات اپنے دوست کے ہاں بسر کرے گی یا ماں اپنے بیٹے کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کا سرعام اعتراف کرے۔ سیاسی سطح پر اپنے دشمنوں کے ساتھ وہ سلوک ہو جسے دیکھ کر ہلاکو خان اور چنگیز خان کی روح تڑپ اٹھے۔ سقوطِ کابل کے بعد طالبان کے ساتھ جو سلوک امریکیوں نے کیا ہے کیا دورِ جاہلیت کی بربریت اس کا عشر عشیر گردانی جا سکتی ہے۔ طالبان سے اختلاف کے باوجود آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ عرض کرنا صرف یہ مقصود ہے کہ انسان میڈ نظام میں اگر بھوک و افلاس اور بیماری چھائی نہیں ہوگی تو جنسی درندگی ہوگی یا سیاسی بربریت ہوگی۔ حقانی صاحب میری کیا حیثیت ہے کہ میں جماعت اسلامی کا پس منظر رکھنے والے اور موجودہ روشن خیال دانشور کو یہ بتاؤں کہ جامعیت‘ توازن اور انسانوں کے مسائل کا حل صرف اسلامی نظام میں ہے۔ میں نظامِ خلافت اس لئے نہیں کہتا کہ آپ اس سے الرجک ہیں۔ نظامِ مصطفیٰ کہے دیتا ہوں‘ حکومتِ الٰہیہ کہہ دیتا ہوں کہ کسی زمانے میں آپ اس کے پرچارک رہے ہیں۔ ہمیں آم کھانے سے غرض ہے۔ لہٰذا اصطلاحات کے عزیز ہونے کے باوجود انہیں کسی عظیم کام کی انجام دہی میں رکاوٹ نہیں بنایا جا سکتا۔ حقانی صاحب آپ کا وقت لینے کا اصل مطلب یہ ہے کہ ہم سب کا مقصود اللہ کی مخلوق کی بھلائی ہے۔ کوئی بشر رات کو بھوکا سوئے‘ کوئی بیٹی بن بیاہی بوڑھی ہو جائے‘ کسی کی عزت لٹ جائے یا کوئی بچہ چند ٹکوں کے نہ ہونے سے تعلیم حاصل نہ کر سکے تو اس معاشرے پر اللہ کی لعنت کیوں نہ برسے گی۔ ان سب چیزوں کے خلاف اگر مجھ جیسے چیختے رہے اور ایسا نظام لانے کی دہائی دیتے رہے جس میں نہ ایشیائی اور افریقی بھوک ہو نہ یورپی بے حیائی ہو نہ امریکی بربریت ہو تو کتنے سن لیں گے کہ میری آواز پست اور قد چھوٹا ہے لیکن شکر ہے اس رب ذوالجلال کا جس نے مسئولیت اہلیت کی بنیاد پر رکھی ہے۔ یہ اس کی بہت بڑی رحمت اور کرم ہے۔ حقانی صاحب میں آپ کی توجہ اس طرف ضرور دلاؤں گا کہ اللہ نے آپ کی آواز کو بلند کیا ہے۔ اب آپ کو خود فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ اپنی آواز کی بلندی کو اذان کے لئے استعمال کرتے ہیں یا یورپ کی مادی ترقی کا واویلا کر کے لوگوں کے دلوں میں شک و شبہات کے بیج بوتے ہیں۔

آخر میں اس بات کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ کے ہاں مسئولیت کے بہت سے پیمانے ہوں گے لیکن اہلیت اور استعداد یقیناً اس میں شامل ہیں اور آپ کی اہلیت اور استعداد سے آپ کے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس عادلانہ نظام کو لانے کے لئے اپنے آپ کو کھپا دیں۔ آپ یقین رکھیں آپ کو کسی ایسے عاجز اور بے بس انسان کا خط نہیں آئے گا۔ آپ کو کہیں جنسی درندگی نظر نہیں آئے گی اور آپ کو کہیں سیاسی بربریت دیکھنے کو نہیں ملے گی۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ مولویوں کی باتیں ہیں اللہ کرے سو بار کرے کہ روایتی مولوی ایسی یعنی نظامِ عدل وقسط کے قیام کی باتیں کرنے لگیں۔ انہیں تو ختم کھانے‘ عرس منانے اور کافر کافر کہنے سے فرصت کہاں۔

وما علینا الا البلاغ.

نوٹ: اگر اس تحریر میں مجھ سے گستاخیاں سرزد ہوئی ہیں تو میری معذرت قبول فرمائیں لیکن اظہارِ حق میرے دینی فرائض میں شامل ہے جسے تا دمِ آخر ادا کرتا رہوں گا"

JIHAD

Dr. Israr Ahmad

(Ameer-e-Tanzeem-e-Islami)

These days the word "jihad" has become synonymous with terrorism and is being used by the West to suit its political, social and economic ambitions. Some of the Muslims also share the blame for this abuse since they perhaps do not fully comprehend the meaning and concept behind jihad, which is indeed the essence of the spirit of Islam.

Jihad is derived from the Arabic word "johd" which means "effort" - it means to make an effort against some opposition. It is ignorant supposition that jihad simply means to kill. It is this killing aspect of jihad that has been exploited the most and it would be pertinent to note here that the actual word used in this context in the Qur-aan is "qitaal" which means to kill and get killed. It is one against the other in an open competition and with the known intention to kill the other. "Qatl" (murder) on the other hand means "killing" in its common context.

For Muslims, there are three basic motives and thus types of jihad – for existence; for freedom; and for spreading and implementing the Islamic ideology.

Jihad "for existence" at the simplest level is someone earning his/her bread honestly and according to the rules of Islam. Jihad "for freedom" is to fight oppression and Kashmiri freedom struggle falls into this category. The third type, which is for implementing the Islamic ideology, can be easily understood if we look at how other systems and ideologies like communism and capitalism were established in the world. It just did not require educating people about their fundamentals but also demanded greater struggles and many lives had to be sacrificed. Change is always difficult to accept and one has to face great resistance especially to introduce a complete way of life like Islam.

For this category of jihad, there are three levels of effort. First, one has to believe in Islam and completely adopt it oneself before its merits could be preached to others. This jihad is likely to be met by three types of resistances. First kind includes human instincts and physiological needs which are undeterred by the concepts of good and evil (or halal & haram). Second is the well-known Satan and his followers. Third type of resistance is the stream of an un-Islamic society, which would not only resist but also mock the Islamic way of life.

The second level of effort for this ideological jihad is to preach and invite others to accept and adopt Islam and its complete way of life. One is likely to encounter three basic groups of people in this effort. One group would be what we call the intellectuals of society who would want reason and logic before they could start to consider anything. Then there would be those who would be willing to accept the truth provided it be presented in an impressive manner. The third group would be those who already have an agenda against Islam and are normally very well paid to do their job of preaching their beliefs like Jew and Christian missionaries, Qadianis, etc. For this last segment, only impressive public debates with logic and reason are likely to work and counter their efforts of brainwashing common people.

When a substantial number of people fulfill the task of channeling their lives according to the teachings of Islam, it becomes obligatory to begin the third level of jihad. The third level of ideological jihad is to establish the system of Islam and this poses the greatest challenge of all, for this is the stage when religion entangles with politics, government, and the way society is shaped.

The first step in this direction is **passive resistance**. An example is Prophet Mohammad's (PBUH) twelve years in Makkah when no Muslim was allowed to retaliate to the non-believers' oppression.

The second step is **active resistance** – openly telling the truth and confronting the opposition by peaceful means. Perhaps, what Mr. Jinnah and Mr. Gandhi did during the British rule can explain this one sided war which in the author's opinion is a desirable form of jihad especially when the resistance to the implementation of the Islamic system comes from our very own Muslim rulers.

The third and ultimate step in this level of jihad is **"qitaal"** which means to kill and get killed in establishing the complete Islamic system as explained in the preceding text. Conquering other countries is one way of spreading Islam and this was necessary in the past as there was no other way to get the Islamic message across to people living in otherwise inaccessible countries. In the present times, with such advanced communication channels, it is possible to get the message of God across to all four corners of the world without having the need to conquer them.

For Muslims, Islamic ideological jihad makes the difference between being a mere legal Muslim and a true faithful and believer (Momin) and it is the latter that God really loves the most.

تنظیمی اطلاعات

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے فیصلوں کے مطابق:

☆ نئی حلقہ ہزارہ ڈویژن کو ختم کر کے ایبٹ آباد میں ایک مقامی تنظیم قائم کر دی گئی ہے۔ جناب ذوالفقار علی کو تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے امیر کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔

☆ اسرہ واہ کینٹ کو مقامی تنظیم کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جناب محمد سلیم صدیقی کو تنظیم اسلامی واہ کینٹ کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔

☆ اسرہ پنڈی گھیپ کو مقامی تنظیم کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ جناب عبدالرحمٰن تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ کے امیر مقرر کئے گئے ہیں۔